بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انا والقادیان

الحکم

حضرت قادیان دار الامان

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر
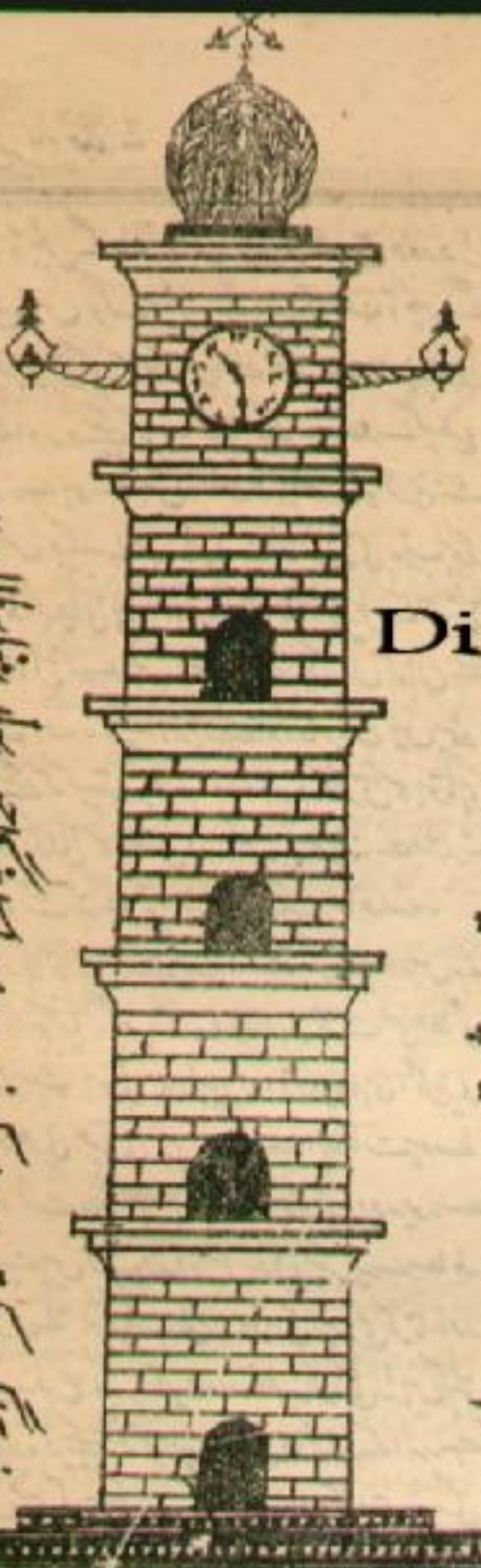
نمبر ۲۶	مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء مطابق ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ روز جمعہ	جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

خان عجب خان صاحب۔ ایک بار میں پادریوں کے اعتراضوں سے بہت ہی تنگ ہوگیا۔ وہ میرے لڑکپن کا زمانہ تھا اوس وقت میں نے دعا کی کہ اے اللہ اسلام کو غالب کر۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ وقت اب آگیا مگر مجھے افسوس ہے کہ اس نصرت کے وقت لوگ مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ یہ بالکل سچ ہے عیسائیوں نے اسلام کی نیست و نابود کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جس جس طرح سے اون کا قابو چلا اونہوں نے اسلام کے شجر پر تبر چلایا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ اس کا محافظ اور ناصر تھا اس لئے وہ اپنے ارادوں میں مایوس اور نامراد ہوئے۔ اور یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اسوقت جب ایسی حالت ہو رہی تھی اور اسلام کی اس قدر مخالفت کی جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ سلسلہ عظمت اسلام کو قائم کرنے کے واسطے کھڑا کیا اور اس کی تائید اور نصرت ہر ایک پہلو سے کی۔ وہ بجائے اس کے کہ اس سلسلہ کی قدر کرتے اور اس پیاسے کی طرح جس کو تشنگی ہے اور برفاب پانی کا پیالہ ملجاوے شکر کرتے اونہوں نے مخالفت شروع کی اور اسی طریق پر جو ہمیشہ سے سنت اللہ چلی آتی ہے ہنسی اور استہزاء سے کام لیا خدا تعالیٰ کے نشانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور اون سے منہ پھیر لیا مجھے ان لوگوں کی حالت پر رحم اور افسوس آتا ہے کہ یہ کیوں غور نہیں کرتے اور منہاج نبوت پر اس سلسلے کی سچائی کو نہیں سمجھتے۔

وہ دیکھتے کہ اسقدر نصرتیں اور تائیدیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے کیا یہ کسی مفتری اور کذاب کو بھی مل سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں کوئی شخص نصرت الٰہی کے بغیر اسقدر دعویٰ کب کر سکتا ہے؟ کیا وہ تھکتا نہیں؟ اور پھر اللہ تعالیٰ مفتری کیلئے اسقدر غیرت نہیں دکھاتا کہ اسے ہلاک کرے بلکہ اوس کو مہلت دیتا جاتا ہے اور نہ صرف مہلت بلکہ اسکی پیشگوئیوں کو بھی سچا کر دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اسی کی تائید کرتا ہے اور اسیکو فتح دیتا ہے انسانی حکومت کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص افترا کرتا ہے اور جھوٹی حالت بناکر کہے کہ میں عہدہ دار ہوں تو وہ پکڑا جاتا ہے اور اسکو سخت سزا دیجاتی ہے لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک مفتری اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا جاوے اور پھر نشان بھی دکھاتا جاوے اور اسے کوئی نہ پکڑے۔

براہین احمدیہ کی اشاعت کو بیس برس کے قریب ہوئے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ گاؤں میں بھی ہم کو کوئی شناخت نہیں کرتا تھا۔ گاؤں والے موجود ہیں خود مولوی محمد حسین جس نے اس کتاب پر ریویو لکھا ہے زندہ موجود ہے۔ اس سے پوچھو کہ اسوقت کیا حال تھا ایسے وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فوج در فوج لوگ تیرے

دربار شام

۴ - جولائی ۱۹۰۳ء

استفسار تعویذ کا باندھنا یا دم وغیرہ کرنا کیسا ہے بجواب حضرت اقدس نے حضرت مولوی حکیم نورالدین کیطرف مخاطب ہوکر پوچھا کہ آپ نے احادیث میں اس کے متعلق کچھ پڑھا ہے عرض کیا کہ حضرت خالد بن ولید جب کبھی جنگوں میں جایا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک پگڑی یا ٹوپی میں رکھ لیا کرتے تھے اور آگے کی طرف لٹکا لیتے اور جب ایک دفعہ آنحضرت نے سر منڈوایا تو آدھے سر کے کٹے ہوئے بال ایک شخص کو دیئے اور آدھے دوسرے حصے کے باقی اصحاب کو بانٹ دئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات جبہ شریف دھوکر مریضوں کو بھی پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہو جایا کرتے تھے ایسا ہی ایک دفعہ ایک عورت نے آپکا پسینہ بھی جمع کیا۔

یہ سب سنکر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان تعویذ و دموں کی اصل کچھ نہ کچھ ضرور ہے جو خالی از فائدہ نہیں۔

میرے الہام میں جو ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اس سے بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو ہوگا جو بادشاہ ایسا کرینگے اصل بات یہ ہے کہ ان باتوں کی بنا محبت و اخلاص پر ہے۔

صادقوں کی نکتہ چینی کرنیوالوں کے متعلق فرمایا کہ بزرگوں کے صغائر پر نظر کرنے سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے

---

۶ - جولائی ۱۹۰۳ء

نکتہ۔ موعود وہ ہے جو لفظ منکم میں وعدہ دیا گیا ہے جیسے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات۔

---

۸ - جولائی ۱۹۰۳ء

جو اپنے آپ کو ہدایت کنندہ قوم لال بیگیاں مشہور کرتا اور حضرت مسیح موعود کے سخت ترین مخالفوں سے تھا ۶ - جولائی کو فوت ہوگیا چنانچہ اسکے جنازہ پر رسمی طور پر ہمارے معزز و مکرم دوست سید محمد علی شاہ صاحب بھی چلے گئے اور جنازہ پڑھ لینے کے پیچھے آپ کو اپنے اس عمل پر تاسف ہوا اور آپ نے ذیل کا توبہ نامہ شائع کیا جو ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لیے درج کرتے ہیں۔

کہ میں بذریعہ توبہ نامہ ہذا اس امر کو شائع کرتا ہوں کہ میں نے سخت غلطی کی ہے اور وہ یہ کہ میں نے غلطی سے مرزا امام الدین کا جو ۶ - جولائی کو فوت ہوا ہے اور جس نے اپنی کتابوں میں ارتداد کیا ہے جنازہ پڑھا ہے میں بذریعہ اشتہار ہذا یہ توبہ نامہ شائع کرتا ہوں اور ظاہر کرتا ہوں کہ میں امام الدین اور ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اس کے جنازہ میں شامل ہوئے اور بالآخر میں نماز جنازہ واپس لیتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں خاکسار محمد علی شاہ ......

....

اسپر فرمایا کہ کوئی شخص کسی بات پر نازاں نہ ہو نصرت الٰہی انسان سے الگ نہیں ہوا کرتی جس نصرت پر انسان اول قدم مارتا ہے پھر وہ اس سے الگ نہیں ہوتا یہ بڑے خوف کا مقام ہے حسن خاتمہ کے لیے ہر ایک کو دعا کرنی چاہیئے۔

عمر کا اعتبار نہیں ہر شے پر اپنے دین کو مقدم رکھو زمانہ ایسا آگیا ہے کہ پہلے تو خیالی طور پر اندازہ عمر کا لگایا جاتا تھا مگر اب تو یہ بھی مشکل ہے دانشمند کو چاہیئے کہ ضرور موت کا انتظام کرے۔

میں اتنی دیر سے اپنی برادری سے الگ ہوں میرا کسی نے کیا بگاڑ دیا خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی کو معبود بنانا نہیں چاہیے ایک غیر مومن کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی تو حسن اخلاق کا نتیجہ ہے لیکن اس کے واسطے کسی شعائر اسلام کو بجا لانا گناہ ہے مومن کا حق کافر کو دینا نہیں چاہیے اور نہ منافقانہ ڈھنگ اختیار کرنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی ذات گو مخفی ہے مگر اس کے انوار ظاہر ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مخفی نہیں کامیابی اور خوشی کی موت تمام نبیوں سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے موسیٰ بھی کامیاب ہوئے لیکن موت نے ان کو بھی سفر میں ہی آلیا دل میں تمنا ہوگی کہ اس سرزمین میں پہنچوں مگر وہ پوری نہ ہوئی مسیح کی موت پر خیال کیا جاوے تو اس میں نہایت درجہ کی ناکامی ہے کل ۱۲ حواری تھے کسی کو بہشت کی کنجیاں ملنے کا وعدہ تھا وہ نہ ملیں ایک نے تیس روپیہ نقد لے کر گرفتار کروا دیا دوسرے نے لعنت بھیجی گر یہ مان بھی لیں حضرت عیسیٰ آسمان پر ہی چڑھ گئے تو بھی روتے ہی گئے ہونگے خوشی اور کامیابی کی موت تو نصیب نہ ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں آنا اور پھر وہاں سے رخصت ہونا قطعی دلیل آپ کی نبوت پر ہے آپ آئے اسوقت جبکہ زمانہ ظهر الفساد فی البر والبحر کا مصداق تھا اور ضرورت ایک نبی کی تھی ضرورت پر آنا بھی ایک دلیل ہے اور آپ اسوقت دنیا سے رخصت ہوئے

جب اذا جاء نصر اللہ کا آوازہ دیا گیا اسمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کس قدر عظیم الشان کامیابی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ داخل ہو رہے ہیں تسبیح تحمید کر لینے دو سب جسقدر کامیابی دکھلائی اس کی تسبیح و تحمید کر اور اور انبیاء پر جو نکات پوشیدہ رہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول دیئے گئے اور رحمت کے تمام امور اجلیٰ کر دیئے کوئی بھی مخفی نہ رکھا اس حمد کا ثبوت اسی وقت پر آکر دیا احمد کے معنے بھی حمد کرنیوالا دنیا میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں آیا جو اتنی بڑی کامیابی اپنے ساتھ رکھتا ہو لذت و سرور کی موت اگر ہوئی ہے تو فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ہوئی ہے اور دوسرے کسی نبی کو بھی میسر نہیں ہوئی یہ خدا کا فضل ہے اسلئے آپ کی عصمت کا یہ ایک بڑا ثبوت ملتا ہے۔

جیسے طبیب اسے کہتے ہیں جو علاج کر کے مریض کو اچھا کر کے دکھلا دیوے ویسے ہی لا الہ الا اللہ سے ہر ایک روحانی مرض کا علاج کر کے آپ نے دکھلا دیا اور اس لئے دوسری تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی معلوم ہوتی ہیں

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم یئس الذین کفروا آج کافر ناامید ہو گئے گویا آپکو کامیابی کے اس اعلیٰ نقطہ تک پہنچا دیا کہ کافر نامراد ہوگئے کیا انجیل میں اس کے مقابل کوئی آیت ہے ہرگز نہیں مسیح علیہ السلام کو تو فقط ایک قوم یہودیوں کی اصلاح سپرد تھی اور یہ کوئی مشکل کام نہ تھا مگر ضعف کی بات ہے کہ کوئی بات بھی پوری نہ ہوئی اول اسکو بادشاہت کا وعدہ دیا تو پھر کہہ دیا کہ وہ آسمانی بادشاہت ہے ایلیا کی بات پیش کی تو وہ ایسی کہ خود یحییٰ نے ایلیا ہونے سے انکار کیا

پھر جیسے کہ مسیح کی گرفتاری کے لئے آدمی آگئے دو گھنٹہ کے اندر ہی اسکو گرفتار کر لیا اور

گرفتار کرنیوالوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے جب کسریٰ کے سپاہی آئے تو آنحضرت نے اُن کے سامنے اسلام پیش کیا اور پھر دوسرے دن صبح کو آپ اون کے جواب دیتے ہیں کہ آج تمہارا خداوند مارا گیا اور میرے خدا نے اُس کے بیٹے شیرویہ کو اوس پر مسلط کر دیا اب دونوں نبیوں کا مقابلہ کرو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کسریٰ ہلاک ہو گیا اسی طرح سے لازم تھا کہ مسیح کی گرفتاری کے وقت کم از کم موٹے موٹے چھ سات آدمی مارے جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے خدا کا ارادہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب جمایا جاوے گا۔

ایک آدمی کے دو خدمتگار ہوں کہ ایک تو رات دن خدمت کرتا ہے اور تنخواہ بھی لیتا ہے مگر گالی گلوچ بھی کھاتا رہے اور اور کراہت بھی دیکھتا ہے ایک اور ہے کہ بظاہر کام تو نہیں کرتا لیکن قرب اوسکا ثابت ہے ہر وقت آقا رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس سے اسکے اور آقا کے اندرونی تعلقات کا پتہ لگتا ہے کہ کسقدر بڑھے ہوئے ہیں یہی حال مسیح کا ہے کہ اُن کی زندگی کیسی تلخی سے گذری ہے گالی وغیرہ آپ کھاتے رہے اور نصرت و فتح آنحضرت کے شامل حال ہوا صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے۔

مسیح کی قوم یہود تو آپ کے بھائی ہی تھے مسیح بھی توریت کو مانتے تھے مگر پھر بھی ذرا سی بات پر اسقدر مخالفت ہوئی کہ اونھوں نے سولی پر چڑھایا اور ادہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں دشمن اور پھر کامیابی پر کامیابی ملی حتی کہ آپ کے خلفاء کو بھی کامیابی ہوئی

حضرت امام الملۃ حجۃ اللہ علیہ السلام کے مکتوبات

حضرت حکیم الامۃ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو روز سے میں نے شخص معلوم کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یکدفعہ سخت علیل ہو گئے یعنے تیز تپ ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی کل ارادہ ہے کہ اون کو مسہل دوں بعد اون کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہونگا اب مجھے محض آپ کے لئے اضطراب شدت خیال ہے اگرچہ مجھے صحت کامل نہیں تاہم افاقہ میں ہوں آپ نے جو نسخہ محمد کے ہاتھ دوا بھیجی تھی وہی ... کہاتا رہا ہوں معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ اس دوا نے کچھ فائدہ پہنچایا ہے پیراندتا کے ہاتھ کوئی دوا نہیں پہنچی اور پیراندتا کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب موصوف نے کوئی دوا نہیں دی یعنے اس عاجز کے لئے آپ نے جو لکھا تہا کہ پیراندتا کے ہاتھ دوا بھیجی ہے شاید یہ غلطی سے لکھا گیا ہو میر عباس علی شاہ صاحب تا دم ہیں آپ کے دوا کی منتظر ہیں براہ مہربانی فوری توجہ فرما کر دوا بھیجدیں۔ آپ کو یہ عاجز دعا میں یاد رکھتا ہے اور امیدوار آنحضرت کو سعید دیر کے بعد ہو اُن کے دل پر [illegible] کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں آخر خدا تعالیٰ سعید روح کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرما دیتا ہے پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں تب اسکو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں اور ایسی تقویٰ دیجاتی ہے جسکے بعد معصیت نہیں اور رب کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے جس کے بعد سخط نہیں مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے اول اول انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کہاتا ہے اور اسفل کیطرف گرتا ہے مگر آخر اوس کو صادق پاکر طاقت بالا کھینچ لیتی ہے اسی کی طرف اشارہ ہیں جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے نثبتھم علی التقوی والایمان ولنھدینھم سبل المحبت والعرفان وسنیسرھم لفعل الخیرات وترک العصیان۔

کتاب خطبات احمدیہ پیراندتا کے ہاتھ پہنچ گئے بعض ادویہ بھی مگر اس عاجز کے لئے کوئی دوا نہیں پہنچی۔ زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل کی ڈاک میں عنایت نامہ پہنچا جو کچھ پرچہ تکمیل تبلیغ میں تاریخ لکھی گئی ہے وہ فقط انتظامی امر ہے تا ایسی تقریب میں اگر ممکن ہو تو بعض اخوان مومنین کا بعض سے تعارف ہو جاوے کوئی ضروری امر نہیں ہے آپ کے لئے اجازت ہے کہ جب فرصت ہو اور کسی طرح کا حرج نہ ہو تو اس رسم کے پورا کرنے کے لئے تشریف لے آویں بلکہ تقریب شادی پر جو آپ تشریف لاوینگے وہ نہایت عمدہ موقع ہے اور شرائط پر پابند ہونا باعتبار استطاعت ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا میرے دوسرے خط کے جواب سے جلد مطلع فرماویں تا [illegible] اطلاع و یکجائی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ بماہ مارچ کشمیر کی طرف روانہ ہوں۔ پس اگر یہی صورت ہو تو بماہ فروری کارروائی شادی بخیر و عافیت اہتمام پذیر ہونا چاہئے منشی عبدالحق صاحب و بابو الٰہی بخش صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے منشی عبدالحق صاحب نے تقریر کی تھی کہ ردّ مذہب کو عام پسند بنانے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ دیباچہ کتاب میں کہوں کر لکھا جائے کہ ہمارا ایمان تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایسا قوی اور وسیع ہے کہ جسطرح اہل سنت و جماعت تسلیم کرتے ہیں مگر بعض نادر طور کے جواب صرف مخاطبین کی تنگدلی اور قلت معرفت کے لحاظ سے اونکے مذاق کے موافق لکھے گئے ہیں تا انہیں معلوم ہو کہ قرآن شریف پر اعتراض کرنے سے کسی معقولی و منقولی کو مجال نہیں اس عاجز کی دانست میں بھی ایسا لکھنا نہایت ضروری ہے تا عوام الناس فتنہ سے بچ جائیں زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۳۰ جنوری ۱۸۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم مولوی خدا بخش صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں اس جماعت پر نظر ڈال کر جنہوں نے بیعت

کا ہے اپنے دل سے پر تسلی نہیں پاتا کہ وہ لوگ
اس کاربرداری کا ذریعہ ہو سکیں کیونکہ قریباً اکثر
لوگ اُن میں سقیم الحال اور مسکین اور تنگدست
اور تنگ حال ہیں اور بعض شاید ادنیٰ درجہ کے
وسعت رکھتے ہوں مگر اون کے لئے یہ سوال ابتلا
اور آزمائش ہوگا جس سے اون کی حالت کے
بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ آجکل کی طبیعتوں
میں سوء ظن بہت ہے۔ جنہوں نے بیعت کی
ہے بالفعل اون کی اسم نویسی ہو گئی ہے ابھی
میرے پر نہیں کھلا کہ اون میں سے واقعی طور پر
سچا معتقد اور مخلص کون ہے اور چھپنے والا اور
لغزش کھانیوالا کون ہے۔ البتہ اگر خدا تعالیٰ نے
چاہا دو تین برسوں تک ایسے آدمیوں کا گروہ
پیدا ہو جاوے گا جو سچا اخلاص رکھتے ہوں تب
وہ اسلام اور مسلمانوں کے کام آویں گے ابھی ان
کے حالات والوں کو ٹٹولنا فراست ایمانی سے بعید
ہے میرا دل صاف شہادت دے رہا ہے کہ ابھی یہ
لوگ کوئی کام نہیں کر سکتے مجھے آپ کے کام میں
دل وجان سے دریغ نہیں۔ مگر جو طریق ہونہار نظر
نہیں آتا بلکہ اوسمیں فساد دکھلائی دیتا ہے اوس کا
اختیار کرنا آپ کے لئے کچھ مفید نہیں لوگ ابھی
نہایت کچے ہیں اور ادنیٰ خیال سے بگڑنے پر مستعد اور
نیز وہ حالی تعارف مجھ سے نہیں رکھتے بہت باتیں
ایسی بھی ہیں جو اس خط میں قابل تحریر نہیں اگر آپ
روبرو ہوں تو آپ پر ظاہر کیجائیں۔ اس لئے بالفعل
یہ راہ مسدود ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسیوقت
کھل جائیگا۔ خدائے واحد جلشانہ گواہ ہے کہ اس
عاجز کو آپ کی نسبت نہایت دل سوزی و ہمدردی
ہے مگر آپ پر آزمائش کا وقت ہے کہ کامیابی کی
راہ میں مشکلات ہیں آپ سب طرف سے یاس کلی
کر کے خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور استغفار بہت
پڑھیں مجھے کبھی کبھی اپنے حالات سے اطلاع دیتے
رہیں اگرچہ وہ ہندو مسلمان ہونے پر کیسا ہی
مستعد معلوم ہو مگر میری رائے میں بہتر ہے کہ
اس سے بھی قطع امید کر کے اپنے مولا غفور الرحیم
پر نظر رکھیں تا وہ کوئی راہ پیدا کرے میں آپکے
لئے سوچ میں رہتا ہوں خدا تعالیٰ چاہے گا
تو کوئی راہ پیدا کرے گا اس پریشانی سے جو
آپ لاہور میں گذارتے ہیں اگر آپ میرے پاس
رہتے تو بہتر تھا مجھے آپ کے بارہ میں دل میں درد
اور فکر ہے مگر ایمانی غیرتمندی کی وجہ سے ایسے
لوگوں کی طرف دامن سوال پھیلانے سے کارہ ہوں
جن کی صحت خلوص و اعتقاد میں مجھے کمال درجہ
کا شک اور اون کے بگڑ جانے کا قریب قریب یقین
ہے کیونکہ بخصوص ان دنوں میں جو ہر طرف
سے فتنے اور سوء ظن کی آوازیں سنتا ہوں مگر
یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جلد ایسے لوگ
میرے گروہ میں داخل کریگا کہ جو اسلام اور
مسلمانوں کے کام آویں گے آخر اس دعا پر
ختم کرتا ہوں کہ یا الہ العالمین اپنے عاجز
بندے خدا بخش پر بخشش اور رحمت فرما کہ آخر
تیرا ہی رحم ہے جو مصیبتوں سے نجات دیتا ہے
آمین ثم آمین۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۱۷ مئی ۱۸۸۹ء

اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ان دنوں
ملک کشمیر میں ہیں ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ
اون کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئے ہیں جہاں تک
مجھے اُن کے ذاتی امور کا بہت علم تھا میں نے زبانی
آپ سے بیان کر دیا تھا۔ چندہ کے بارے میں
انشاء اللہ اون کی خدمت میں تحریر کروں گا
مگر میرے نزدیک بہتر تھا کہ جسوقت وہ جموں آئیں
تو آپ تحریری تاکید میری طرف سے لیجاتے
اب اگر آپ کا یہی منشاء ہے تو آپ مجھے اطلاع
دیں تو میں خط لکھکر آپ کے پاس بھیجدونگا
آپ اس خط کو پڑھ کر خود روانہ کریں مگر
آپ کے اطلاع دینے کے بعد یہ خط تحریر کیا جائیگا
ہے۔ فقط۔

خلافت راشدہ کا تیسرا ایڈیشن

خلافت راشدہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جو شیعی
قوم کے معتقدات کے رد کے لئے فیصلہ کن ہے۔
ہم کو اس کے متعلق زیادہ کہنے کی کچھ ضرورت
نہیں کیونکہ اس کتاب کے فاضل اور عارف مصنف
حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا نام ہی بتانا
کافی ہے اس کتاب کا دوسرا اڈیشن دست بدست
فروخت ہو گیا تھا اور اب نہیں یہ معلوم کر کے
از بس خوشی ہوئی ہے کہ یہ کتاب ہمارے مکرم دوست
شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس کے
اہتمام میں تیسری مرتبہ شائع ہونے والی ہے۔
یہ کتاب کوئی دو جز سے زیادہ لکھی جا چکی ہے
شیخ نور احمد صاحب جو چھاپنے کے فن میں مشہور
استاد ہیں اپنے ہاتھ سے اس کتاب کو چھاپیں
گے جس سے اس کی خوبی اور بھی بڑھ جائیگی۔

دربار شام

۱۱ جولائی ۱۹۰۳ء

عیب بے جملہ گفتی ہنرش نیز بگو | تمباکو کے مضرات پر ایک
مختصر مضمون پڑھا گیا۔ جس میں کل امراض کو تمباکو
کا نتیجہ قرار دیا گیا تھا۔ اور تمباکو کی مذمت میں بہت
مبالغہ کیا گیا تھا۔ اس کو سن کر حضرت حجۃ اللہ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کلام اور مخلوق کی کلام میں
کسقدر فرق ہوتا ہے۔ شراب کے مضار اگر بیان
کئے ہیں تو اس کا نفع بھی بتا دیا ہے اور پھر اس کو
روکنے کے لئے یہ فیصلہ کر دیا کہ اس کا ضرر نفع سے
بڑھ کر ہے۔ در اصل کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں
کوئی نہ کوئی نفع نہ ہو۔ مگر مخلوق کے کلام کی یہی حالت
ہوتی ہے اب دیکھو اس نے اسکے مضرات ہی مضرات
بتائے ہیں کسی ایک نفع کا بھی ذکر نہیں کیا۔

تمباکو اور شریعت | تمباکو کے بارے میں اگرچہ شریعت
نے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن ہم اسکو مکروہ جانتے ہیں اور
ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت میں ہوتا تو آپ نہ اپنے لئے اور نہ اپنے
صحابہ کیلئے کبھی اس کو تجویز نہ کرتے۔ بلکہ منع کرتے۔

غربا کا حصہ دین میں | فرمایا کہ غربا نے دین کا بہت بڑا
حصہ لیا ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنسے
امرا محروم رہجاتے ہیں وہ پہلے تو فسق و فجور اور ظلم
میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں صلاحیت
تقویٰ اور نیازمندی غربا کے حصہ میں ہوتی ہے پس
غربا کے گروہ کو بدقسمت خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ
سعادت اور خدا کے فضل کا بہت بڑا حصہ اون کو
ملتا ہے۔ یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ
دوسرے حق العباد۔

حق اللہ میں بھی امرا کو دقت پیش آتی ہے اور
تکبر اور خود پسندی اون کو محروم کر دیتی ہے۔ مثلاً نماز
کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا برا معلوم ہوتا ہے انکو اپنے پاس
بٹھا نہیں سکتے اور اسطرح وہ حق اللہ سے محروم
رہجاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین
ہوتے ہیں اور وہ انمیں جانا اپنی شان کے خلاف
سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص
خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی
تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے وہ پاؤں
دبا سکتا ہے پانی لا سکتا ہے کپڑے دھو سکتا ہے۔
یہاں تک کہ اس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقع ملے
تو اوس میں بھی اسے دریغ نہیں ہوتا۔ لیکن امرا ایسے
کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر
اس سے بھی محروم رہتے ہیں غرض امارت بھی بہت
سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔
والا ماشاء اللہ ایڈیٹر یہی وجہ ہے جو حدیث میں
آیا ہے کہ مساکین پانچسو برس اول جنت میں جاوینگے

عیسائیت کا ابطال اونکے اپنے ہاتھوں سے

حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر ازل سے مقدر ہوچکا تھا کہ کسر صلیب ہو اور مردہ پرستی کا بت پاش پاش کیا جاوے۔ آپ نے اس مقصد اعظم کے پورا کرنے میں جو کچھ کیا ہے وہ اس مختصر نوٹ میں نہیں آسکتا لیکن آپ کے انفاس طیبہ کی برکت سے خود عیسائی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو رہا ہے اور اپنے ہاتھ سے وہ عیسائی مذہب کے کنگروں کو گرا رہے ہیں اور یخربون الدمیاس بایدیہم کے مصداق بن رہے ہیں چنانچہ ذیل میں بمبئی کے بشپ صاحب کی رائے بائبل کے متعلق جو کرسچن پیٹریٹ مدارس مورخہ ۳۰-مئی ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی ہے غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ بمبئی کے بشپ نے مہابلیشور میں بائبل پر بہت سے لیکچر دیئے ہیں اور ان تمام لیکچروں میں بائبل کے الہامی ہونے پر گفتگو ہوتی رہی ہے آخر لیکچر میں بشپ صاحب نے یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ اسبات پر غور کیجاوے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ بائبل الہامی ہے تو اس سے ہماری کیا مراد ہوتی ہے اور بائبل کی غلط اور صحیح تھیوریوں میں امتیاز کی جاوے۔

ڈاکٹر مکارتھر نے ڈین برگن کی تعریف کو بائبل کے حق میں اس طرح نقل کیا ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ بائبل اس ہستی کی آواز ہے جو کہ تختیوں پر جلوہ گر ہوئی اس کی ہر ایک کتاب اوس کا ہر ایک باب اسکی ہر ایک آیت اس کے ہر ایک حصہ لفظ اور اسکا ہر ایک حرف براہ راست اس ہستی کی کلام ہے جو کہ سب سے اعلیٰ اور ہر ایک عیب سے مبرا ہے۔ گر اس خیال پر بشپ صاحب نے یہ رائے ظاہر کی کہ اس قسم کی باتوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے اور الہام کے ماتحت سکتے جن غلط خیالات کا بائبل کی نسبت دعویٰ کیا گیا ہے اس سے خطرناک حملے اسپر ہوتے ہیں۔ ان تھیوریوں سے چرچ کی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی اور نہ ان کو کسی اعتقاد یا اقرار یا مستند تعلیموں میں جمع کیا گیا ہے پھر عیسویت کے عالموں اور فاضلوں نے اپنے خیالات اسکے برخلاف ظاہر فرمائے ہیں۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر مکارتھر نے جو حسن عقیدت بائبل سے ظاہر کی تھی بشپ صاحب نے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ اس کے بعد بشپ صاحب نے فرمایا کہ جب یہ حالت ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ نوشتوں پر لفظ الہام کن معنوں میں اطلاق پاتا ہے۔

(الف) اس کے معنے یہ نہیں ہو سکتے کہ جیسے لمنن پریذ ایڈ لاسٹ یا نیٹس پلگرمس پراگریس کا مصنف گذرا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ بائبل کا مصنف ہے۔ ہر ایک پر یہ امر ظاہر ہے کہ اس کی عبارت میں کوئی اتحاد نہیں ہے بلکہ جابجا اختلاف ہے اور مصنفوں کے اختلافات سے جو خصوصیت اور اختلاف عبارتوں میں ہوا کرتا ہے وہ اسمیں موجود ہے۔

(ب) اس کے یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ بائبل کے مصنفوں کو خدا نے ان غلطیوں سے بچایا ہوا تھا جو کہ دنیاوی مضامین میں واقع ہوا کرتی ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بائبل میں غلطیاں ہیں۔

(ج) اس کے یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ اخلاقی اور روحانی تعلیم ہمیشہ کامل ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اخلاقی حالتیں آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور خود مسیح کے حواری بھی اسکی تعلیم کو اپنی زندگی میں نہ سمجھ سکے۔

(د) اس کے یہ معنے بھی نہیں ہیں کہ بائبل میں خود خدا نے املا کروائی تو اب الہام کے کیا معنے ہوئے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ الہام سے مراد ان خاص طاقتوں کا عطا کرنا ہے یا کم از کم طبعی قوتے کو ایک خاص تیزی عطا کرنی ہے تاکہ خدا کا دنیا میں شناخت کیا جانے کا منشا پورا ہو جاوے اور بائبل کے الہامی ہونے سے دوسری مراد ہماری یہ ہوتی ہے کہ بائبل میں کچھ ایسی چیز ضرور ہے جو کہ خصوصیت سے انسانی روح کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ایک آخری معنے ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ بائبل خدا کے وجود پر ایک صاف اور متواتر گواہی ہے۔

خلاصہ یہ خیالات ہیں جو کہ عیسائی مذہب کے ایک بڑے رکن یعنے بشپ صاحب نے بائبل کے بارے میں اظہار کئے ہیں۔ آخری دو دلائل تو ایسے ہیں کہ جنکو ہر ایک مذہب اپنے پر چسپاں کر سکتا ہے اور اسمیں کوئی خصوصیت بائبل کی نہیں ہے۔

پسر چولزم کی ایک سوسائٹی کی رائے قبر مسیح کے متعلق

(ایک چٹھی کے ذریعہ)

ڈیئر سر

آپ کی چٹھی اور دوسرے کاغذات وصول ہوئے۔ اس اپنی چٹھی کے ساتھ ایک علیحدہ پیکٹ میں وزنی کے دو لکچر ارسال کرتا ہوں جہانتک میں خیال کرتا ہوں مسیح علیہ السلام کی نسبت جسقدر بیانات درج کاغذات ہیں۔ ہماری روحانی تعلیم کے لحاظ سے وہ بالکل ٹھیک ہیں کسی دوسرے حلقہ میں ڈی ایل ٹو ڈی ڈیوٹ ٹال ہوگئے ہیں پھر دریافت کرونگا۔ میرا خیال ہے کہ بعض اعلیٰ درجہ کی روحوں نے بھی ہمیں بتلایا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب سے ۱۲ سال بعد فوت ہوا ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ایک پیتل کی تختی ملیگی جو کہ سرونت ریت میں ملیگی جسپر مسیح کی موت کے متعلق تمام ضروری باتیں پائی جاویں گی۔

روحوں کی ہدایت کے مطابق ہم عنقریب پہاڑوں میں جانیوالے ہیں جہاں ہمیں عمدہ ہوا عمدہ پانی ملے گا عالم ارواح نے ہمیں بتلایا ہے کہ وہ ہم ہیں جو کہ لکچر دیویں گے گیت گاویں گے اور ہر ایک باجے کو بجاویں گے۔ اور ہمارے دو گروہ ہر ایک قسم کے بیماروں کو شفا بخشینگے اور ہمیں ایسے ذرائع ملینگے کہ جن کے وسیلہ سے ہم سچے روحانی کاموں کی اشاعت کر سکیں۔ بالکل وہ لٹریچر ہوگی جو کہ عالم ارواح سے ہمیں بتلائی جاوے گی اور ہمیں سب سے اعلیٰ وہ مقام دیا جاوے گا جو کہ فانی عالم کو دیا جا سکتا ہے۔

میں بیس سال تک پادری کا کام کرتا رہا ہوں۔ میں اتفاقیہ اس کام میں ایک خصوصیت سے یقین دلانے والے ذریعہ سے راہ نمائے کیا گیا کہ میں اس کی حقیقت سے انکار کر ہی نہ سکا۔ مجھے اس علم کے خطرات کا بھی علم ہے۔ روحیں بتلاتی ہیں کہ ایک نیک روح کی جگہ ۲۔ بد یا وحشی روحیں ہوا کرتی ہیں اور اسلئے جو شخص صرف نیکی اور روحوں کی تعلیم چاہتا ہو ان کو چاہیئے کہ حرف بحرف انکی ہدایتوں پر عمل کرے۔

ہمیں سوائے مرغی کے چوزوں اور مچھلی کے کسی اور شے کے کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے جسموں کو پاک صاف رکھنا پڑتا ہے اور جو جسم تمباکو۔ شراب یا مارفیا سے آلودہ ہو اعلیٰ درجہ کی روحوں کی اوس سے ملاقات نہیں ہوتی۔ میرے نزدیک یہ ایک عظیم الشان اور پاکیزہ کام ہے۔

ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر آپ اپنے کام اور تجارب کی نسبت زیادہ اطلاع دیویں گے اور اگر آپ لکھیں گے تو ہم

تربیتؔ و تعلیمؔ

چھوٹے لڑکوں کی تعلیم مسائلِ تعلیم میں اہم ترین مسئلہ ہے +

معزز ہمعصر ثمرات الفنون بیروت نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک قابل قدر مضمون لکھا ہے ابناء ملک کی آگاہی و افادہ کے لئے اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ چھوٹے لڑکوں اور مبتدیوں کی تعلیم کے لئے مسئلہ پر غور و فکر کرتے ہیں وہ لوگ مشغول ہوتے ہیں جنہیں حالاتِ اقوام و ملل کے ساتھ خاص طور پر دلچسپی ہے۔ اس لئے کہ مطابق قول مشہور بچپن کا علم مثل نقش فی الحجر کے ہوتا ہے۔ انکی تعلیم کا جو طریقہ اسوقت جاری ہے اس میں علمی یا نظری تعلیم دیجاتی ہے مثلاً جسوقت بچے کو ورد (گلاب کا پھول) کا لفظ سکھاتے ہیں تو ایک ورد (گلاب کا) پھول اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس کو اسکا نام اور اس کے کل اوصاف بتلاتے ہیں اس کے بعد مختصر و آسان طریقہ پر اسکی تصویر کشی بھی سکھاتے ہیں۔ جس سے بچے کے دماغ میں اس چیز کی ہئیت کے متعلق سوچ بچار کی عادت پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح اور چیزوں کی بھی تعلیم ہوتی ہے لڑکے کے دماغ کو ایسے اسماء و اقوال سے پُر کرنا جس کے معنے وہ نہیں سمجھتا مضر ہے کیونکہ اس کے معنے یہ نہیں کہ فاکرہ و قوت حافظہ میں بیکار و بیفایدہ چیزیں بھر دیجائیں۔

کسی مدرسہ انگلستان کے ہیڈ ماسٹر کا بیان ہے کہ میں یک دن ایک مدرسہ دیکھنے گیا۔ مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مجھے لڑکوں کا اس روز کا سبق معلوم ہوگیا۔ وہ اسطرح پر کہ میں نے ہر ایک لڑکے کے ہاتھ میں ایک ایک سیب دیکھا جس سے معلوم ہوگیا۔ کہ معلم نے سیب کا سبق پڑہانے کے لئے ہر لڑکے سے ایک ایک پھل منگوایا۔ سیب کی شکل اور اس کے اوصاف کی نسبت خوب تفصیل اور باریکی کے ساتھ سبق پڑہایا گیا۔ اسے کاٹ کر اس کے اندر کی چیز دکہائیں اور اسکے بعد تصویر کشی کی نوبت آئی۔ اس قابل معلم نے سیب کی تصویر کشی کا سبق بھی پڑہایا۔ اور ان سے اسکا نقشہ کھنچوایا۔ اور اس طرح سیب کے متعلق تمام باتیں لڑکوں کے ذہن میں مرتسم ہوگئیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ اس مدرسہ میں پھر گیا اس مرتبہ ہر لڑکے کو ایک چھوٹا سا جانور لئے ہوئے دیکھا جسے وہ اپنے اپنے گھروں سے اس کے حالات اور کل متعلقات سیکھنے کے لئے لائے تھے۔ دوسری مرتبہ وہ مینڈک لائے تاکہ اوس کے ہاتھ پاؤں کی ترکیب کی کیفیت اور اس کی رفتار کی حالت ملاحظہ کریں اسکے بعد وہ ایکدن چڑیا لائے

اس طرح بچپن ہی سے امور طبعیہ کو پڑھنے اور ملاحظہ کرنے سے حالات مخلوقات میں ادن کو درک ہوجاتا ہے۔ جس کیوجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکی قدرت سے واقف ہوجاتے ہیں پس اس کے بعد جملہ اشیاء اور مناظر طبعیہ کے نظارہ سے انہیں لذت حاصل ہوتی ہے اور ان کے متعلق جو کچھ پڑہایا تھا سب یاد آجاتا ہے۔ پس نتیجہ ہے اس کی صغر سنی کی ایسی تربیت کا جس کو امور طبعیہ کی محبت اور ان کی خوبیوں پر فریفتگی پیدا ہوئی۔

پس ایسی حالت میں بچوں کی تعلیم میں طبعیات کا درس سب سے زیادہ ضروری ہے لیکن یہ درس عملی ہونا چاہئے جیسا کہ بیان ہوا اور جب شیر و چیتا و بھیڑیں قسم دیگر حیوانات کا درس اسوجہ سے غیر ممکن ہو کہ یہ مدرسہ میں لائے نہیں جا سکتے۔ تو یہ تو ممکن ہے کہ ایک گھنٹہ کے لئے مدرسہ کے لڑکوں کو ہی باغ حیوانات میں لیجایا جاوے یا ان حیوانات کے عوض انکی صورتوں سے کام نکالا جائے۔

بعض مدارس میں معلمہ یا معلم یا تو خود غلط بولتے ہے اور یا لڑکوں ہی سے بولتا ہے اور وہ ان کی روز انہ بالیدگی کو ملاحظہ کرنے کرتے اس کی کیفیت اور دیگر حالات مخصوصہ سے واقف ہوجاتے ہیں۔ چھوٹے لڑکوں کے لئے کوئی اور چیز ایسی لذت بخش اور مفید نہیں ہے جیسی کہ تعلیم ہے جس سے وہ کائنات اور مخلوقات کی حقیقت سمجھکر بچپن ہی میں فلاسفر ہوجاتے ہیں بیشک یہ طریقہ تعلیم بدرجہا زیادہ مفید اور اہم ہے۔ اس طریقے سے کہ ادنکو متعارف درسی کتابوں میں نوشت و خواند سکہائی جائے کیونکہ یہ فرض ہے کہ جبتک لڑکے ان کتابوں کے ذریعہ بسہولت تعلیم حاصل کرنیکے قابل نہ ہوجائیں اسوقت تک ان کی عقل ان کتابوں میں مقید نکیجائے۔ ہماری دانست میں لڑکوں کی عقل و جسم کے لئے جو کچھ مضر ہے وہ یہ ہے کہ بچپن ہی سے ان پر بار نوشت و خواند جو انکا بار گراں ڈالدیا جائے ویسا کسی اور امر میں نہیں ہے۔ اور بیشک سچ کہا جس نے یہ کہا۔ کہ جب کبھی مجھے کوئی استاد چیختا چلاتا اور اپنے صغیر السن طالب علم کو اسوجہ سے جھڑکتا ہوا نظر آیا۔ کہ اس نے اپنا سبق نہیں سمجھا۔ تو مجھے یہی اندیشہ ہوا۔ کہ اسکا باعث استاد ہی ہے اور اس معاملہ میں وہی خطا کار ہے۔ بس ہماری تمنا یہ ہے۔ کہ بچوں کے مدارس میں اس امر کیطرف توجہ کیجائے اور ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ مدار جر چیجے اس امر پر غور کرنے کے کہ وہاں کا صغیر السن لڑکا گو نو برس سے زیادہ عمر کا نہیں ہے تاہم دو یا ۲ کتابیں پڑھتا ہے اس امر پر غور کریں کہ وہاں کے چھوٹے لڑکے جو کچھ پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھتے بھی ہیں۔ اور ان پر اُن کی مقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالاجاتا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ ان لڑکوں کے اولیاء پہلے ہی امر کو اپنے لڑکوں کے حق میں مفید خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے بہت ہی مسرور ہوتے ہیں۔ حالانکہ فی الواقعہ اس سے لڑکے کی صحت کی بنیاد منہدم ہوجاتی ہے اور اس کی عقل پر ایسا دباؤ پڑتا ہے جس کا اثر اسپر زمانہ آئندہ ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کی عقل و جسم کی طبعی بالیدگی میں ہرج اور سست رفتاری پیدا ہوجاتی ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ جب تک ناصحین اہل کرے اور اس نقصان کی تلافی کی طرف اشارہ کرتے رہنے پر اکتفا کرینگے۔ اسوقت تک وہ تھوڑا کم بنے رہیں گے لہذا ہماری یہ خواہش ہے کہ مدارس میں اسکی طرف اچھی طرح توجہ کیجائے۔ ممالک غرب کے مدارس جب یہ جان گئے کہ اطفال مدارس کی تربیت و درستی حالت کو اوستادوں سے کوئی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ اس عمر کے چھوٹے لڑکے بہ نسبت اوستادوں کے زیادہ تر ماؤں کے محتاج ہوتے ہیں جو اونہیں نرمی اور محبت کا دودہ پلاتی ہیں تو اس وجہ سے وہ مدارس مذکورہ میں بھی استانیاں مقرر کرنے لگے جنہیں بچوں کے حال پر عموماً عنایت ہوتی ہے پس جو لڑکا اپنی ماں سے جدا ہوکر مکان سے نکلتا ہے اسے مدرسے میں ایک دوسری ماں ملجاتی ہے جو اسکی حقیقی ماں کی طرح نرم دل اور بچوں کی تلطف و محبت کچھ صبر کرنیوالی ہوتی ہے۔

پس اس بنا پر صغر سنی سے لڑکوں کو تعلیم دینے میں جو امر ضروری ہے وہ اون کو کتابیں پڑہا دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ انہیں ایک عظیم الشان روح پھونک دیجائے جو نور الٰہی خداوند تعالیٰ نے اون کے اندر رکھدیا ہے وہ مشتعل کردیا جاوے۔ یہ چھوٹا سا نفس بیدار کیا جاوے اور اس کو تھوڑا تھوڑا بڑہایا جاوے جب ہم اس برگ و ریع مقصد کا مقابلہ حافظ

کو نوشت و خواند سے پر کر دینے کے مقصد سے کریں گے۔ اسوقت ہمکو ان دونوں تربیتوں کا فرق معلوم ہوگا ایک تربیت تو وہ ہے جو نفس کو رفیع المرتبت اور انسان کو انسان بناتی ہے اور ایک وہ تربیت جو نفس کو بیکار بناتی اور لڑکے کو ایسے الفاظ و اصطلاحات اور قواعد کا مخزن قرار دیتی ہے جنہیں وہ کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

مستورات کو تبلیغ

کچھ دنوں سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے بعض نیکدل۔ دیندار عفت مآب خاتونوں کی درخواست و التجا پر بعد نماز عصر عورتوں کو تبلیغ اور وعظ کہنے کا سلسلہ شروع فرمایا ہوا ہے۔ پہلے یہ وعظ ہر روز فرمایا کرتے تھے اب ایکدن چھوڑ کر آپ وعظ فرماتے ہیں۔ اور اسطرح پر فرقہ مستورات کی اصلاح کی طرف آپ نے توجہ فرمائی ہے۔ یہ وعظوں کا سلسلہ اگرچہ اس قابل تھا کہ ہم خود قلمبند کرتے مگر ہماری غیر حاضری کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا اب ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو خود وہیں بیٹھ کر ان کو قلمبند کر لیا کریں چنانچہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے اجازت بھی دیدی ہے اور بہت جلد ناظرین ہمارے اپنے ہاتھ کا قلمبند کیا ہوا وعظ الحکم میں پڑھیں گے۔ فی الحال ہمکو جو وعظ بالواسطہ پہنچا ہے اسے ناظرین کے فائدہ کیلئے یہاں درج کرتے ہیں الحکم کے معزز ناظرین میں بعض عفت مآب خاتونیں بھی ہیں جنکی دلچسپی کے لئے الحکم کے تقسیم مضامین میں عورتوں کا صفحہ بھی رکھا ہوا ہے اور ناظرین جانتے ہیں کہ ایک معززہ و ذی علم خاتون کے مضامین بھی اس صفحہ میں درج ہوتے رہتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ مواعظ کا ان کے لئے بہت ہی عزیز اور مفید ہوگا۔ اور جو خاتونیں نہیں پڑھ سکتیں ان کے خاوند اس سلسلہ وعظ کو اپنے گھر میں سنا دیں گے۔ اور اسطرح ان مقاصد اور اغراض کو پورا کرینگے جو حضرت اقدس نے اس سلسلہ وعظ سے مد نظر رکھے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے پڑھنے والوں کو توفیق دے کہ ہم ان نصائح اور ہدایتوں کو جو خدا تعالیٰ کے مامور اور برگزیدہ رسول کے منہ سے نکلی ہیں اپنا دستور العمل بنائیں اور ہمارے گھروں میں اُنپر عمل ہو آمین۔ (ایڈیٹر)

اگرچہ آنحضرت صلعم کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آوے عورتوں کیلئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجا لانا ہے۔ خدا کا شکر کرنا اور خدا کی تعریف کرنی یہ بھی عبادت ہے دوسرا ٹکڑا عبادت کا نماز کو ادا کرنا ہے۔ کوئی شخص نواب تھا۔ صبح کو نماز کے لئے نہیں اوٹھتا تھا ایک مولوی نے اُسے وعظ سنایا اسپر نواب نے اپنے خادم کو کہا کہ مجھکو صبح کو اوٹھا دینا خادم نے دو تین مرتبہ اوس کو جگایا جب ایک مرتبہ جگایا تو اوس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی جب دوبارہ اسطرف ہو کر جگایا پھر اور طرف ہو گیا جب تیسری مرتبہ جگایا تو اُس نے اوٹھکر اوس کو خوب مارا اور کہا کمبخت جب ایک مرتبہ نہیں اوٹھا تو تجھے معلوم نہ ہوا۔ کہ ابھی نہ اوٹھونگا پھر کیوں جگایا اور اتنا مارا کہ وہ بیچارہ بیہوش ہو گیا آپ ہی تو مولوی سے وعظ سنکر اوس کو کہا تھا کہ مجھکو اوٹھا دینا پھر جب اوس نے جگایا تو اس بیچارے کی شامت آئی اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس بہت سامان جاگیر کا ہوتا وہ ایسے غافل ہو جاتے ہیں کہ حق اللہ کا ان کو خیال نہیں آتا۔ امرا میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا ان سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی برا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہیئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو کہ کسقدر خدمات میں عمر کو گذارا اور حضرت علی رض کی حالت کو دیکھو اتنے پیوند لگے کہ جگہ نہ رہی حضرت ابوبکر نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوا کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کسقدر التزام تھا کہ جب آپ فوت ہو گئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابوبکر فوت ہو گیا اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھکو الہام ہوا یا وحی ہوئی تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لیکر نہیں آیا اسواسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا۔ یعنے زندگی میں ممکن نہیں تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کسقدر خدمت تھی ایسا ہی سب کو چاہیئے کہ خدمت خلق کرے۔ ایک بادشاہ اپنا گذارہ قرآن شریف لکھکر

کیا کرتا تھا۔ اگر کسی کو کسی سے کراہت ہووے اگرچہ کپڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو تو چاہیئے کہ وہ اس سے الگ ہو جاوے مگر روبرو ذکر نہ کرے کہ یہ دل شکنی ہے اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کسی کا کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا تو کسی اور بہانے سے الگ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا جناح علیکم ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا۔ مگر اظہار نہ کرے یہ اچھا نہیں اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کرونگا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ خدا ذات کو نہیں پوچھیگا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تم سے اس واسطے درگذر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو بس چاہیئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھکر کیا کرو اگر کوئی چوہڑا اچھا کام کرے گا تو وہ بخشا جاوے گا اور اگر سید ہو کر کوئی برا کام کرے گا تو وہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کیواسطے دعا کی وہ منظور نہ ہوئی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کو کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ نہیں سکتا مگر اوس کو پھر بھی رسہ ڈالکر دوزخ کی طرف کھینچکر ذلت کے ساتھ لیجاویں گے یہ عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہے کہ پیغمبر کی سفارش بھی کارگر نہ ہوگی کیونکہ اس نے تکبر کیا تھا۔ پیغمبروں نے غریبی کو اختیار کیا جو شخص غریبی کو اختیار کریگا وہ سب سے اچھا رہے گا۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کریگا۔ وہ سب سے اچھا رہیگا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبی کو اختیار کیا۔ کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اسکی بہت سی تواضع خاطرداری کی وہ بہت بھوکا تھا حضرت نے اسکو خوب کھلایا کہ اسکا پیٹ بہت بھر گیا رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا جب صبح ہوئی تو اس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھکر کراہت کرینگے۔ شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے اس میں دست پھرا ہوا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تاکہ

ہیں صاف کردں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اوٹھاتے ہیں ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کردیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا۔ اس لئے میرا ہی کام ہے اور اوٹھکر پانی منگا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔ وہ عیسائی جو کہ ایک کوس نکل گیا تو اوس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں اس لئے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو میں کبھی اوس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بےنفسی ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر وہ مسلمان ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کی طرف راستہ میں دیکھا کرتے تھے تو اتنی شفقت کیا کرتے تھے کہ وہ لڑکے سمجھا کرتے کہ یہ ہمارا باپ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو عورتیں کسی بد قسم کی ہوں انکو دوسری عورتیں حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں اور نہ مرد ایسا کریں کیونکہ یہ دل دکھانے والی باتیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ کریگا یہ بہت بری خصلت ہے یہ شخص کا اللہ تعالیٰ کو بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو جس سے دل نہ دکھے وہ بات جائز رکھی ہے جہاں تک ہو سکے ان باتوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عمل والے کو میں کسطرح جزا دوں گا +

فاما من طغیٰ و آثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماویٰ + جو شخص میرے حکم کو نہیں مانیگا۔ میں اوسکو بہت بری طرح سے جہنم میں ڈالوں گا اور ایسا ہوگا کہ آخر جہنم اسکا جگہ ہوگی۔ واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ اور جو شخص میری عدالت کے تخت کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے گا اور خیال رکھیگا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اوس کا ٹھکانا جنت میں کردوں گا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عبس و تولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ وما یدریک لعلہ یزکیٰ او یذکر فتنفعہ الذکریٰ۔ اس سورۃ کے نازل ہونیکی وجہ یہ تھی کہ حضرت کے پاس چند قریش کے بڑے بڑے آدمی بیٹھے تھے آپ اون کو نصیحت کر رہے تھے کہ ایک اندھا آگیا اس نے کہا کہ مجھکو دین کے مسائل بتلاؤ حضرت نے فرمایا کہ صبر کرو اس پر خدا نے بہت غصہ کیا آخر آپ اس کے گھر گئے اور اسے بلا کر لائے اور چادر بچھا دی اور کہا کہ تو بیٹھ اس اندھے نے کہا کہ میں آپ کی چادر پر کیسے بیٹھوں آپنے وہ چادر کیوں بچھائی تھی اسواسطے کہ خدا کو راضی کریں تکبر اور شرارت بڑی بات ہے ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ کہا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اسکے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کیواسطے ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی۔ یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا اس پر خدا نے اس کا سارا ولی پنا چھین لیا آخر وہ بہت ساگھبرایا ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اوسکو پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔ اس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹتا پھر اوس نے کہا کہ ایسا کیوں کروں اس عابد نے کہا کہ جسطرح میں کہتا ہوں اسی طرح کرو آخر اس نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چھل گئیں تب خدا نے فرمایا کہ بس کر اب معاف کر دیا۔ اب دیکھو کہ لوگ کتنے اعتراض کرتے ہیں ذرا زیادہ بارش ہو جاوے تو کہتے ہیں کہ ہمکو ڈبونے لگ گیا ہے اور ذرا توقف بارش میں ہو تو کہتے ہیں کہ اب ہمکو مارنے لگا ہے۔ یہ اعتراض کیسے برے ہوتے ہیں دیکھو تعوذ کیسے گم ہو گیا ہے اگر ایک دو آنہ رستے میں گرا دیں تو جلدی سے اوٹھا لیتا ہے اور پھر اوسکو کسی سے نہیں کہتا۔ حالانکہ تعوذ کا کام یہ تھا کہ اسکو سب کو سناتا اور جس کے ہوتے اس کے حوالہ کرتا۔ پھر کہتے ہیں کہ بارش نہیں ہوتی بارش کیسے ہو اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔ اگر زیادہ بارش ہو تو دہائی دیتے ہیں۔ اگر دھوپ زیادہ ہو تو بھی دہائی دیتے ہیں ان سب حالتوں میں انسان تقویٰ سے خالی ہوتا ہے۔ بس چاہیے کہ صبر کرے اگر صبر نہ کرے تو پھر کافر ہو کر تو روٹی کھانی حرام ہے انسان کو چاہیے کہ کبھی خدا پر اعتراض نہ کرے دیکھو ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا۔ اور جب کوئی غم ہوتا تو انا للہ ہی کہتے رہے۔ اب اگر کسی کا لڑکا مر جاوے تو برس برس تک روتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کشائیش دیوے تو تعریف کرتے ہیں مگر ذرا سختی آجاوے تو فوراً پھر جاتے ہیں۔ ایک شخص کی میاں بیوی فوت ہو گئی وہ فوراً دہریہ ہو گیا انسان کو چاہیے کہ علاوہ خدا کے ساتھ ایسا رکھے کہ کبھی سختی آوے تو توڑنا نہ پڑے گویا کبھی نہیں آئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کتنے صابر تھے کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہا کہ میرا بندہ کتنا صابر ہے اس نے کہا کہ کیوں نہ ہوں بکریاں بہت ہیں آرام سے کھاتا پیتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ بیٹے تجھکو اس کی بکریوں پر مسلط کیا اس نے سب کو قتل کر دیا اور حضرت ایوب کے خادم نے خبر پہنچائی کہ تمہاری بکریاں سب مر گئیں آپنے فرمایا کہ تو یوں کیوں کہتا ہے کہ میری بکریاں مر گئیں وہ تو خدا کی تھیں اس نے اپنی امانت واپس لے لی پھر شیطان سے خدا نے فرمایا کہ دیکھ میرا بندہ ایوب کیسا صابر ہے اس نے کہا کہ ہاں اسکو یہ خیال ہے کہ اونٹ بہت سے ہیں بکریاں فنا ہو گئیں تو کیا ہو گیا ان سے سب طرح کے کام چل سکتے ہیں۔ خدا نے فرمایا کہ میں نے تجھکو اونٹوں پر بھی مسلط کیا پھر سب اونٹ فنا ہو گئے اور اسی طرح خادم نے خبر دی تو حضرت ایوب نے وہی کہا کہ میرے نہیں تھے یہ تو خدا نے دئے تھے اس نے واپس لے لئے پھر کیا افسوس ہے۔ پھر شیطان سے خدا نے فرمایا کہ دیکھا میرا بندہ کیسا صابر ہے اس نے کہا کہ اسکے دل میں تو یہ ہے کہ کانیاں بہتری ہیں ان سے سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے آخر ان پر بھی اسی طرح شیطان کو مسلط کیا گیا۔ وہ بھی فنا ہو گئیں۔ اور حضرت ایوب نے صبر کیا۔ پھر خدا نے فرمایا تو شیطان نے جواب دیا کہ انکے پاس فرزند بہتیرے ہیں۔ دل میں جانتا ہے کہ کیا ہوا یہ جیتے ہیں تو پھر بہت سا مال اکٹھا ہو جاوے گا خدا نے انکے فرزندوں کو بھی وفات دیدی۔ پھر شیطان نے کہا کہ خدایا اس کی تندرستی بہت ہے اسکو اس کی بدولت سب کچھ مل سکتا ہے آخر یہ ہوا کہ نہایت بیمار ہو گئے اور تندرستی بھی جاتی رہی مگر صبر کیا۔ پھر خدا نے شیطان سے کہا کہ دیکھا میرا بندہ کیسا صابر ہے۔ شیطان چپ سا ہو گیا مگر ان کی بیوی جو ہمیشہ کھانا پکایا کرتی تھی شیطان اسکو راستہ میں ملا اور ایک بٹی کی شکل میں اس سے کہا کہ تیرا خاوند ایسا ہی ایسا ہے تو اس کی کیوں خدمت کرتی ہے۔ اس نے یہ بات حضرت ایوب سے کہی اونہوں نے کہا کہ وہ تو شیطان تھا تو نے اسکی بات کیوں سنی میرے پاس کبھی میں اچھا ہو کر تجھکو سو بید ماروں گا + پھر خدا کی رحمت ہوئی تو ایوب علیہ السلام کے پاس فرشتہ آیا اور اپنے پاؤں مار کر ایک چشمہ نکالا۔ [illegible] نہانے کیواسطے کہا حضرت ایوب نے اسمیں نہا کر [illegible]

اور یہ باتیں ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے غریب آدمی کے ساتھ تکبر کے ساتھ پیش نہیں آنا چاہیے +

(کاتب خاکسار محمد اکبر)

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا)

پاس آئیں گے یأتون من کل فج عمیق دور دراز
سے تیرے پاس لوگ آئیں گے اور تحائف آئیں گے
اور پھر یہ بھی کہا کہ لوگوں سے تھکنا مت اب کوئی
سوچے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے کسطرح
پر پورے ہوئے ہیں۔ ان فہرستوں کو گورنمنٹ
کے پاس دیکھے جو آنے والے مہمانوں کی مرتب ہو کر
ہفتہ وار جاتی ہیں اور ڈاکخانہ اور ریل کے رجسٹروں
کی پڑتال کرے جس سے پتہ لگے گا کہاں کہاں سے
تحائف اور روپیہ آ رہا ہے اور قادیان میں بیٹھ
کر دیکھے کہ کسقدر ہجوم اور انبوہ مخلوق کا ہوتا ہے
اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی طرف سے بشارت
اور قوت نہ ملے تو انسان تھک جاوے۔
اور ملاقاتوں سے گھبرا اٹھے مگر جیسے اس نے
یہ الہام کیا کہ گھبرانا نہ ویسے ہی قوت بھی عطا کی
کہ گھبراہٹ ہوتی ہی نہیں۔ اور ایسا ہی انگریزی
اور عربی عبرانی میں بہت سے الہامات ہوئے
جو اسوقت سے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پورے
ہو رہے ہیں اب خدا ترس دل لیکر میرے معاملہ
پر غور کرنے تو ایک نور ان کی رہبری کرتا اور
خدا کی روح اُنہیں سکینت اور اطمینان کی راہیں کھول
دیتی وہ دیکھتے کہ کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے
جو اس قسم کی پیشگوئی کرے انسان کو اپنی زندگی
کے ایک دم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا تو پھر کسطرح
کر سکتا ہے کہ میرے پاس دور دراز سے مخلوق
آئیگی اور ایسے زمانے میں خبر دیتا ہے جبکہ وہ مجہول
ہے اور اُس کو کوئی اپنے گاؤں میں بھی شناخت
نہیں کرتا۔ پھر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اسکی
مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا جاتا ہے اور
اُس کے تباہ کرنے اور معدوم کرنے میں کوئی
کسر باقی نہیں رکھی جاتی مگر اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا
گیا اور ہر نئی مخالفت پر اسکو عظیم الشان ترقی
بخشتا ہے کیا یہ خدا کے کام ہیں؟ یا انسانی منصوبوں
کے نتیجے؟ اصل یہی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور
لوگوں کی نظروں میں عجیب

مولویوں نے مخالفت کے لئے جہلا کو مشتعل کیا
اور عوام کو جوش دلایا۔ قتل کے فتوے دئے کفر
کے فتوے شائع کئے اور ہر طرح سے عام لوگوں کو
مخالفت کے لئے آمادہ کیا؟ مگر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ
کی نصرتیں اور تائیدیں اور بھی زور کے ساتھ ہوئیں
اسی کے موافق جو اس نے کہا تھا کہ دنیا میں ایک نذیر
آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ مگر خدا تعالیٰ
اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے
اُس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ جو مولوی مخالفت
کرتے شور مچاتے اور لوگوں کو بھڑکاتے ہیں یہی
پہلے منبروں پر چڑھ کر رو رو کر دعائیں کیا کرتے
اور کہا کرتے تھے کہ اب مہدی کا وقت آگیا لیکن
جب آنیوالا مہدی آیا تو یہی شور مچانے والے
مخبر ہے اور اسی مہدی کو مضل اور ضال و دجال کہا
اور یہاں تک مخالفت کی کہ اپنے خیال میں عدالتوں
تک پہنچا کر اس سلسلہ کو بند کرنا چاہا مگر کیا وہ جو
خدا کی طرف سے آیا ہے وہ ان لوگوں کی مخالفت
سے رک سکتا ہے وہ بند ہو سکتا ہے کیا یہ خدا تعالیٰ
کا نشان نہیں اگر یہ اب بھی نہیں مانتے تو ادم کو
بھی اسوقت تک کوئی نظیر دو کہ اسطرح پر
بیس برس پہلے ایک آنیوالے زمانہ کی خبر دی
اور پھر ایسی حالت میں کہ لوگوں نے اس پیشگوئی کو
روکنے کی بہت کوشش کی وہ پیشگوئی پوری
ہوگئی اور لوگوں کا کثرت کے ساتھ رجوع ہوا۔
کیا یہ نشان کم ہے؟ اور کسی نظیر دکھاؤ۔ پھر احادیث
میں پڑھتے تھے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے
مہینے میں کسوف خسوف ہوگا اور جب تک نشان
پورا نہیں ہوا تھا اسوقت تک شور مچاتے تھے
کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا۔
لیکن اب ساری دنیا قریباً گواہ ہے کہ یہ
نشان پورا ہوا۔ یہاں تک کہ امریکہ میں بھی ہوا
اور دوسرے ممالک میں بھی پورا ہوا۔ اور اب
وہی جو اس نشان کو علامات مہدی میں سے ٹھہراتے
تھے اس کے پورا ہونے پر اپنے ہی منہ سے اس کی
تکذیب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہی قابل
اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم
کرے۔ میری مخالفت کی یہ لعنت پڑی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی بھی تکذیب کر بیٹھے
ہیں۔

پھر مسیح موعود کے وقت کا ایک نشان طاعون
کا تھا انجیل توریت میں بھی یہ نشان موجود تھا
اور قرآن شریف سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
کہ یہ نشان مسیح موعود کا خدا تعالیٰ نے ٹھیرایا تھا
چنانچہ فرمایا۔ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا
یہ باتیں معمولی نہیں ہیں بلکہ غور سے سمجھنے
کے لائق ہیں اور اب دیکھ لو کہ کیا طاعون
ملک میں پھیلی ہوئی ہے یا نہیں؟ اس سے کوئی
بھی انکار نہیں کر سکتا۔ میں نے جب طاعون کے
پھیلنے کی پیشگوئی کی تو ملک میں اس کی ہنسی کی گئی
اور اس پر ٹھٹھا کیا گیا لیکن اب ملک کی حالت
اور طاعونی اموات کے نقشوں کو پڑھ کر بتائیں
کہ کیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے یا نہیں۔
یہ وہ باتیں ہیں جو سمجھنے کے لائق ہیں اور اُنپر
غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا اعتراض کرنا
کہ ہم اسوقت تسلیم کرینگے جب مغرب کی طرف سے
آفتاب طلوع ہوگا اس قسم کے اعتراض کرنا ہمیشہ
سے نبیوں پر کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے امور کو
کو ایسی باتیں مخالفوں سے سننی پڑی ہیں۔ اصل
بات یہ ہے کہ اگر اس قسم کی باتیں ہوں تو پھر قیامت
کا نمونہ نہ ہو جاوے اور اس دنیا کو وہ قیامت بنانا
نہیں چاہتا ایمان بالغیب بھی کوئی چیز ہے؟ اگر
ایسا ہوا تو ہو تو پھر ایمان ایمان نہیں رہتا مثلاً اگر
کوئی شخص سورج پر ایمان لاوے تو بتاؤ ہے
ایمان اس کو کیا نفع دیگا۔ ایمان ہمیشہ اسی صورت
اور حالت میں مفید اور نتیجہ خیز ہوتا ہے جب کہ اسمیں
کوئی پہلو خفا کا بھی ہو۔ لیکن جب کھلی بات ہو
تو پھر وہ مفید نہیں ہوتا۔

دیکھو اگر کوئی شخص پہلی رات کے چاند کو دیکھ
کر بتا دے تو اُس کی تیز بینی کی تو تعریف ہو گی
لیکن اگر چودھویں رات کے چاند کو جو بدر ہوتا
ہے دیکھ کر شور مچاوے کہ میں نے چاند کو دیکھ
لیا ہے تو اس کو سوائے مجنوں کے اور کوئی خطاب
نہیں ملیگا۔ اسی طرح پر ایمان میں فراست اور
تقویٰ سے کام لینا چاہیے اور قرائن قویہ کو دیکھ کر
تسلیم کر لینا مومن کا کام ہے۔ ورنہ جب بالکل پردہ
برانداز معاملہ ہوگیا ہے اور سارے گوشے کھل
گئے اسوقت ایک خبیث سے خبیث انسان کو بھی اعتراف
کرنا پڑے گا میں اس سوال پر بار بار اس لئے
زور دیتا ہوں کہ لوگوں کو معلوم نہیں کہ نشانوں
کی فلاسفی کیا ہے۔!

یہ یاد رکھنا چاہیئے جیسا میں نے ابھی کہا ہے
خدا تعالیٰ کبھی قیامت کا نظارہ یہاں قائم نہیں کرتا
اور وہ غلطی کرتے ہیں جو ایسے نشان دیکھنے چاہتے
ہیں یہ محرومی کے نشان ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ
آسمان پر چڑھ جائیں اور کتاب لے آئیں تو آپ نے
یہی جواب دیا قل ما کنت الا بشرا رسولا
پورے انکشاف کے بعد ایمان لا کر کسی ثواب کی
امید رکھنا غلطی ہے اگر کوئی مٹھی کھول دیجاوے
اور پھر کوئی بتاوے کہ اس میں فلاں چیز ہے تو
اس کی کوئی قدر نہ ہوگی۔

پس پہلے تقویٰ سے تو کام لو۔ اور قرائن کو دیکھو
کہ ثواب اسی میں ہے جب ساری باتیں کھل گئیں تو
پھر کیا؟ جو اس انتظار میں رہے کہ یہ دیکھ لوں اور
وہ دیکھوں وہ ہمیشہ ایمان اور ثواب کے دائرہ
سے خارج رہے ہیں۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے بعض کا نام سابق۔ مہاجر اور
انصار رکھا ہے اور ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ میں
داخل کیا ہے یہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے ایمان
لائے اور جو بعد میں ایمان لائے اون کا نام صرف
ناس رکھا ہے جیسا فرمایا اذا جاء نصر اللہ
والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین
اللہ افواجا۔

یہ لوگ جو اسلام میں داخل ہوئے اگرچہ وہ مسلمان

تھے مگر اون کو وہ ثواب نہیں ملے جو پہلے لوگوں کو ملے گئے۔

اور پھر مہاجرین کی عزت سب سے زیادہ تھی کیونکہ وہ لوگ اسوقت ایمان لائے جب اون کو کچھ معلوم نہ تھا کہ کامیابی ہوگی یا نہیں بلکہ ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کا ایک طوفان آیا ہوا تھا اور کفر کا ایک دریا بہتا تھا خاص کر میں مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی اور مسلمان ہونے والوں کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیجاتی تھیں مگر اونھوں نے ایسے وقت میں قبول کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اون کی بڑی بڑی تعریفیں کیں اور بڑے بڑے انعامات اور فضلوں کا وارث ان کو بنایا۔ پس ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو اسبات کا انتظار کرتا ہے کہ فلاں وقت آئیگا اور انکشاف ہوگا تو مان لیں گے وہ کسی ثواب کی امید نہ رکھیں ایسا تو ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سب حجاب دور کر دیگا اور اس معاملہ کو آفتاب کی طرح کھول کر دکھا دیگا مگر اسوقت ماننے والوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پیغمبروں کو ماننے والوں میں ثواب اولوں کو سب سے بڑھ کر ملا ہے اور انکشاف کا زمانہ تو ضرور آتا ہے۔ لیکن آخر اون کا نام ناس ہی ہوتا ہے۔

(اس مقام پر مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے عرض کیا کہ متی ھذا الفتح کے جواب میں یہی کہا کہ تمہارا ایمان اس دن فائدہ نہ دیگا)

فرمایا بے شک اسبات کو سمجھنا سعادت ہے جس نے اول زمانہ میں نہیں پایا اس کی کوئی قابلیت اور خوبی نہیں لیکن جب خدا نے کھولدیا اسوقت تو پتھر اور درخت بھی بولتے ہیں زیادہ قابل قدر وہ شخص ہے جو اول قبول کرتا ہے جیسے حضرت ابو بکر رضؓ نے قبول کیا آپ نے کوئی معجزہ نہیں مانگا اور آپ کے منہ سے ابھی نہیں سنا تھا کہ ایمان لے آئے۔ لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اپنی تجارت پر گئے ہوئے تھے اور جب سفر سے واپس آئے تو ابھی مکہ میں نہیں پہنچے تھے کہ راستہ میں کوئی ایک شخص آپ کو ملا اور اس سے مکہ کے حالات پوچھے اُس نے کہا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں۔ سب سے بڑھ کر تازہ خبر یہی ہے کہ تمہارے دوست نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ سنکر کہا کہ اگر اوس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو وہ سچا ہے۔

اب غور سے دیکھو کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسوقت کوئی نشان یا معجزہ نہیں مانگا۔ بلکہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور دعوےٰ خود آنحضرتؐ کے منہ سے بھی نہیں سنا بلکہ ایک اور شخص کی زبانی سنا ہے اور فوراً تسلیم کر لیا یہ کیسا زبردست ایمان اور روایت بھی آنحضرتؐ کے نام سے سنکر اسمیں جھوٹ کا احتمال نہیں سمجھا (باقی آئندہ)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حم عسق کے معنے حکیم الامت نے یوں فرمائے ہیں

ح - اللہ کے وہ اسماء جو حا سے شروع ہوتے ہیں

م - اللہ کے وہ اسماء جو میم سے شروع ہوتے ہیں۔

ع - اللہ کے وہ اسماء جو عین سے شروع ہوتے ہیں

س - اللہ کے وہ اسماء جو سین سے شروع ہوتے ہیں۔

ق - اللہ کے وہ اسماء جو قاف سے شروع ہوتے ہیں۔

ح - جیسے حکیم - حمید - حلیم - حفیظ -

م - الملک - المومن - المھیمن - متکبر - مذل - معز - مجید - محی - ممیت - مقیت - ماجد - مجیب -

ع - علیم - عالم الغیب - العلی - عظیم - عزیز

س - سلام

ق - قاہر - قہار - قابض - قادر - قدیر - قیوم

(ایک نکتہ)

دو قسم کے کافر ہوتے ہیں ایک معمولی کافر دوسرے دہریہ مؤخر الذکر بڑے سخت کافر ہوتے ہیں۔ جہاں دہریہ کافروں کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ختم قلوب کے متعلق سمع کو مقدم کیا ہے۔ کیونکہ دہریہ کا قلب نہیں ہوتا بلکہ وہ سماعی امور پر زیادہ زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے اس لئے فرمایا ہے۔ ختم علی سمعہ وقلبہ لیکن جہاں عام کفار کا ذکر ہے وہاں فرمایا ختم اللہ علی قلوبھم۔

آج کل کے خطرات

مسلمان آجکل جن خطرات میں مبتلا ہیں اور جو اون کے زوال کا باعث ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

۱- قرآن شریف کا ترک

۲- نفاق۔

۳- مسلمانوں میں کبر بہت ہو گیا ہے۔

۴- جھوٹ بڑھ گیا ہے

۵- فضول خرچی کی عادت ہو گئی ہے۔

۶- دینی معاملات میں کسل آگیا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنے

ہر عمل صالح کی تکمیل کے دو پہلو ہیں جب تک وہ دونو پہلو پورے نہ ہوں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی ایک پہلو رہ جاوے تو وہ عمل فاسد ہو جاتا ہے۔ ایک اُنہیں سے اخلاص ہے یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کے موافق ہو جو صواب کہلاتا ہے۔ یہی معنے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے لا الہ الا اللہ اخلاص کی تعلیم دیتا ہے اور محمد رسول اللہ صواب کی۔

عبرت

ہر ایک شخص کے لئے ایک زندہ مثال عبرت کی ہر جا موجود ہوتی ہے۔ ہر نئے آباد شدہ شہر کے ساتھ اجڑا ہوا شہر ہوتا ہے۔ ہر نئے امیر کے پاس اُجڑے ہوئے امیر کا گھر ہوتا ہے۔ پس وہ برباد شدہ شے اس کے لئے واعظ ہوتی ہے۔

بڑا ہی بدبخت کون ہے؟

تین قسم کے لوگ بڑے ہی بد قسمت اور بدبخت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ اور دعا مانگنی چاہیے کہ ہمیں داخل ہونے سے بچاوے

اول وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے جسکو علم ہو اور عمل نہ ہو یہ قرآن شریف کی اصطلاح میں ضال کہلاتا ہے۔

دوم وہ شخص بڑا ہی بدقسمت ہے جو ایسے گناہوں اور بدکاریوں کو اچھا سمجھتا ہے (زین لہ سوء عملہ)

سوم جو گری ہوئی خواہشوں کا تبع ہو (اتبعوا اھواءھم)

پس مومن کو کیا چاہیے؟

مومن کو چاہیے کہ بڑا بلند پرواز ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو کیونکہ ساری بلند پروازیوں کی انتہا اللہ کی رضا ہے۔ بلند پروازگی کے بالمقابل مومن کا ایک نزول بھی ہوتا ہے اور یہ نزول قرآن شریف میں شفقت علی خلق اللہ کہلاتا ہے۔ اس نزول

ہیں بھی ایک بلند پروازگی ہوتی ہے اور مومن بڑا ہی مستقل مزاج ہوتا ہے

تمام بدکاریوں کی جڑ

تمام مذاہب باطلہ اور آثام اور بدکاریوں کی جڑ قرآن شریف نے یہ بتائی ہے ان یظنون باللہ ظن السوء۔ یعنے تمام بدیوں اور بدکاریوں کی جڑ اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے مثلاً سارق اللہ تعالیٰ پر بدظن رہتا ہے کہ اس کو بجز چوری کے رزق نہیں مل سکتا۔ اسطرح پر تمام مذاہب باطلہ اور بدیوں کا حال ہے

ایک عیسائی کے چند سوالوں کا جواب

(مرقومہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سوال

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتے تو اس وقت کے سوالوں کے جواب میں لاچار ہو کر یہ نہ کہتے کہ خدا کو معلوم یعنی مجھ کو معلوم نہیں اور اصحاب کہف کی بابت اُن کی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا یا غرق ہوتا ہے۔ حالانکہ سورج زمین سے تو کروڑ گنا بڑا ہے۔ وہ کیسے دلدل میں چھپ سکتا ہے؟

جواب

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں آیتوں سے معترض کا مدعا جو استدلال بر نفی معجزات ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ایسے معجزات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں کہ جو ایک صادق و کامل نبی سے ہونے چاہئیں چنانچہ تفصیل اس کی نیچے کے بیانات سے بخوبی ہو جائے گی۔

پہلی آیت جس کا ترجمہ معترض نے اپنے دعوے کی تائید کے لئے عبارات متعلقہ سے کاٹ کر پیش کر دیا ہے مع اُس ساتھ کی دوسری آیتوں کے جن سے مطلب کھلتا ہے یہ ہے وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین ۝ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلٰی علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون ۝ ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمّی لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون ۝۔

یعنی کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں کہ وہ نشانیاں (جو حقیقت ہو یعنے عذاب کی نشانیاں) وہ تو خدا تعالیٰ کے پاس اور خاص اُس کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ یعنی میرا کام فقط یہ ہے کہ عذاب کے دن سے ڈراؤں نہ یہ کہ اپنی طرف سے عذاب نازل کروں اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے کہ جو اپنے پر کوئی عذاب کی نشانی وارد کرانی چاہتے ہیں یہ رحمت کی نشانی کافی نہیں جو ہمنے تجھ پر اے رسول اُمی اتاری کتاب (جو جامع کمالات ہے) نازل کی جو اُن پر پڑھی جاتی ہے یعنی قرآن شریف جو ایک رحمت کا نشان ہے جس سے درحقیقت وہی مطلب نکلتا ہے جو کفار عذاب کے نشانوں سے پورا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کفار کا اس غرض سے عذاب کا نشان مانگتے تھے کہ تا وہ اُنپر وارد ہو کر اُنہیں حق الیقین تک پہنچا دے صرف دیکھنے کی چیز نہ رہے کیونکہ مجرد رویت کے نشانوں میں اُن کو دھوکے کا احتمال تھا اور چشم بندی وغیرہ کا خیال سو اس وہم اور اضطراب کے دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ایسا ہی نشان چاہتے ہو جو تمہارے وجود پر وارد ہو جائے تو پھر عذاب کے نشان کی کیا حاجت ہے کیا اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے رحمت کا نشان کافی نہیں یعنی قرآن شریف جو تمہاری آنکھوں کو اپنے پر نور اور تیز شعاعوں سے خیرہ کر رہا ہے اور اپنی ذاتی خوبیاں اور اپنے حقائق اور معارف اور اپنی فوق العادت خواص اس قدر دکھلا رہا ہے۔ جس کے مقابلہ و معارضہ سے تم عاجز رہ گئے ہو اور تم پر اور تمہاری قوم پر ایک خارق عادت اثر ڈال رہا ہے ٭ اور دلوں پر وارد ہو کر عجیب در عجیب تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔

مدتہا سے دراز کے مردے اس سے زندہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور مادر زاد اندھے جو بے شمار پشتوں سے اندھے ہی چلے آتے تھے آنکھیں کھول رہے ہیں اور کفر اور الحاد کی طرح طرح کی بیماریاں اس سے اچھی ہوتی چلی جاتی ہیں اور تعصب کے سخت جذامی اس سے صاف ہوتے جاتے ہیں اُس سے نور ملتا ہے اور ظلمت دور ہوتی ہے اور وصل الٰہی میسر آتا ہے اور اس کے علامات پیدا ہوتے ہیں سو تم کیوں اس رحمت کے نشان کو چھوڑ کر جو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے عذاب اور موت کا نشان مانگتے ہو پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ قوم تو جلدی سے عذاب ہی مانگتی ہے رحمت کے نشانوں سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی اُن کو کہدے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ عذاب کی نشانیاں وابستہ باوقات ہوتی ہیں تو یہ عذابی نشانیاں بھی کب کی نازل ہو گئی ہوتیں اور عذاب ضرور آئے گا اور ایسے وقت میں آئیگا کہ اُن کو خبر بھی نہیں ہوگی

٭ یہ تمام خارق عادت خاصیتیں قرآن شریف کی جن کی رو سے وہ معجزہ کہلاتا ہے ان متعدد ذیل سورتوں میں بہ تفصیل ذیل لکھتے ہیں سورۃ البقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء۔ سورۃ المائدہ۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ الانفال سورۃ التوبہ۔ سورۃ یونس۔ سورۃ ہود سورۃ الرعد۔ سورۃ ابراہیم۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ الواقعہ۔ سورۃ النحل۔ سورۃ الحج۔ سورۃ البینہ۔ سورۃ المتجادلہ۔ چنانچہ بطور نمونہ چند آیات یہ ہیں عزوجل یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ

تتمہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ کالم دوسرا

سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور۔ شفاء لما فی الصدور۔ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا۔ انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃ بقدرھا۔ انزل من السماء ماءً فتصبح الارض مخضرۃ۔ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین اٰمنوا وھدی وبشریٰ للمسلمین۔ انا نحن نزلنا وانا لہ لحافظون۔ فیھا کتب قیمۃ۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۝۔ یعنی قرآن کے ذریعے سلامتی کے راہوں کی ہدایت ملتی ہے اور لوگ ظلمت سے نور کی طرف نکالے جاتے ہیں وہ ہر ایک اندرونی بیماری کو اچھا کرتا ہے خدا نے ایک ایسا پانی اتارا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہو رہی ہے۔ ایسا پانی اتارا جس سے ہر ایک وادی بقدر اپنی وسعت کے

(باقی آئندہ)

لاجواب خط

بخدمت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بعد عرض السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و ادائے واجبات خدمت عالی معروض آنکہ نوازشنامہ متضمن سوالات بر وجوہات عدم تکفیر اہل تاویل آن داں سعید شرف ورود لایا باعث کمال مسرت و شادمانی ہوا حسب ارشاد جوابات گذارش خدمت بابرکت ہوتی ہیں۔ الامر فوق الادب گو درحقیقت یہ عاجز مورد ایسے خطاب عتاب کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وجوہات مندرجہ نیاز نامہ سائلانہ تحقیق طلبی کی غرض سے عرض کئے گئے ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ آنجناب نے بار بار تحریر فرمایا کہ مجھکو تیرے ملنے کی ضرورت ہے اور مجھکو کادیانی کی نسبت کچھ کچھ شبہات ہوگئی ہیں وغیرہ وغیرہ ورنہ اس عاجز کی یہ مرضی نہیں کہ آنجناب کے روبرو گستاخی سے پیش آوے۔

جوابات اصول موضوعہ ذیل میں درج ہوتی ہیں۔

جواب اصل اول (۱) میری نیازمندی وجوہات معلومہ کا موقوف علیہ کیونکر ہو گئی ہے۔ (۲) عدم ذکر شے اوس کی ارتفاع وجود کو کیوں مستلزم ہے (۳) جیسے اپنی بہت سی اساتذہ کرام کا مقام و نام ہا ذکر نہیں کیا

جواب اصل دوم (۲) مجھکو مضامین مندرجہ رسالہ سے رجوع نہیں۔ ہاں میں اس قسم کی اہل تاویل کے تکفیر میں شروع سے تردد رکھتا ہوں چنانچہ اس لئے میں نے اپنی طرف سے کوئی اقرار صریح ایسے اہل تاویل کے تکفیر کا رسالہ میں درج نہیں کیا جس سے مجھکو رجوع کا الزام ملے علمائے اسلام کا اون کو زندقہ و الحاد کی طرف نسبت کرنا نقل کیا ہے نقل کفر سے کفر کا اقرار عاید نہیں ہو سکتا۔

جواب اصل سوم۔ مذاہب مختلفہ سلف و خلف سے آپ کے مراد اگر وہ مذاہب ہیں جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہیں تو ان سے مجھکو بیزاری نہیں اور نہ یہ بات میری اُستاد کی اشعار سے نکلتی ہے اور اگر ایسا مذہب مراد ہے جو کتاب و سنت سے مستنبط نہیں تو کل اہل حق کو اوس سے نفرت ہونی چاہیے۔

نیز شتی ز مذاہب متنوعہ فرقہائے ناصبی۔ رافضی۔ جبری۔ قدری۔ وغیرہ ذالک مراد ہیں اور نیز قائلاں تقلید شخصی مطلق تقلید کی لفظ کو میں اصطلاح شریعت خیال نہیں کرتا ہاں اتباع و اطاعت رسول کو پہنچاتا ہوں جس سے مجھکو انکار نہیں۔ بلکہ صرف تقلید شخصی سے جو شرک فی الرسالت میں داخل ہے۔ منکر ہوں۔

جواب اصل چہارم۔ منافقین زمانہ آنحضرت ؐ عموم احادیث مذکورہ میں مستثنی ہونیکی وجہ سے کافر نہیں قرار دیئے گئے بلکہ بوجہ اطلاع بواسطہ وحی علی ہذا رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کا جنازہ آنحضرت ؐ نے پڑھا اور ان احادیث کی عموم سے مستثنی نہ کیا۔ زمانہ صحابہ ؓ بوجہ شہادت آنحضرت ملحق بزمانہ وحی ہے ازاں بعد کسی کے تکفیر کا پختہ یقین نہیں کر سکتے ممکن ہے کہ مکفرین خطا پر ہوں چنانچہ بعض کافر مقرر کردہ کی نسبت تجربہ بھی ہو چکا ہے مگر ایسے لوگوں کی اسلام میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ جو جملہ ارکان اسلام بجا لاتے ہوں۔ اور بحکم خدا و رسول کافر مقرر کئے گئے ہوں اگر آپ کو معلوم ہو تو نشان دیں۔

جواب اصل پنجم بالفرض تسلیم کیا کہ بعض تاویل حد کفر تک پہنچاتی ہے۔ لیکن میں اون اہل تاویل کی نسبت بحث کرتا ہوں جو آپ کے نزدیک ولی مسلم ہیں اور اون کی کلام میں وہی تاویل پائی جاتی ہے جس سے آپ کو نفرت ہے تفصیل اسکی جواب اصل ششم میں مذکور ہے۔

جواب اصل ششم۔ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے خطیرۃ القدس میں وحدۃ وجود کا مسئلہ اسطرح ذکر فرمایا ہے اور یہی مذہب شیخ اکبر وغیرہ کے طرف نسبت کیا ہے لاجرم کثیر ازیں اشارات را بر حقیقت حمل کردہ قائل شد بآنکہ وجود واحد در جمیع مراتب وجوب و امکان و قدیم و حادث و مجود و ہادی و مومن و کافر و طاہر و نجس ظاہر است لیکن بر مظہر حکمے جدا دارد (الی قولہ) و ہمین مذہب جمعے جم از حضرت صوفیہ و علمائے نامدار اختیار کردہ اند۔ و درین باب رسائل و کتب نوشتہ عمدۂ ایشان از قادریہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبد الکریم جیلی و شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی و شیخ امان اللہ پانی پتی و از کبرویہ شیخ جلال الدین رومی و شیخ شمس الدین تبریزی و از سہروردیہ شیخ فرید الدین عطار و از چشتیہ سید محمد گیسو دراز و سید جعفر بلخی و از نقشبندیہ خواجہ عبید اللہ احرار و ملا نور الدین جامی و ملا عبد الغفور۔ و حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی و شیخ عبد الرزاق کاشی و شمس الدین فناری۔ و قیصری۔ و سعید الدین فرغانی وغیر ایشان گذشتہ اند و تصانیف این بزرگواران موجود و مشہور است انتہیٰ (۲) بعض اون میں سے نفی صفات کے قایل ہیں (۳) کل عالم کو عرض جانتے ہیں نہ جوہر (۴) حقایق اشیا سے منکر ہیں چنانچہ آگے لاجاہے میں بیان اس کا مفصل ہے (۵) قبول ایمان یاس کی قایل ہیں۔ چنانچہ فصوص الحکم میں لکھا ہے فقبضہ (یعنی الفرعون) طاہراً و مطہراً لیس فیہ شیء من الخبث خدا تعالیٰ نے فرعون کو پاک پاکیزہ کر کے قبض کیا اور اس میں کسی طرح کا خبث نہ تھا اور جلال الدین دوانی نے اثبات ایمان فرعون میں ایک رسالہ تصنیف کیا ہے (۶) قدم عالم کی قایل ہیں (۷) خدا کی علم بالجزئیات کی منکر ہیں (۸) حقیقت بعث اجسام کی منکر ہیں (۹) جنبی اور حایض کے آنے کو مسجد میں مباح جانتے ہیں۔ کما قالہا الشیخ محی الدین العربی فی الفصوص حالانکہ علمائے ظاہر ان امور کو کفر اور زندقہ خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن نور الدین نے رد فصوص میں کتاب لکھی ہے اور کشف الظلمت عن ہذہ الامۃ نام رکھا ہے۔ امام ذہبی نے سیر میں لکھا ہے لاریب آن اکثر عباراتہا لہا تاویل الا کتاب الفصوص حضرت محمد گیسو دراز نے شیخ اکبر کی حق میں فرمایا ہے کہ وے لپوچ و سخن او لپوچ اور شیخ الاسلام نور الدین علی بن عبد الکافی السبکی اور حافظ زین الدین عراقی۔ اور امام نور الدین نے فرمایا ہے کہ ابن عربی اور اس کے تابعین گمراہ ہیں اور طریق اسلام سے خارج ہیں اور حافظ مفتی ابو زرعہ احمد بن عراقی۔ اور شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی اور امام رضی الدین۔ ابو بکر بن محمد بن صالح اور قاضی شہاب الدین وغیرہم نے شیخ اکبر کی تکفیر اور فصوص کی شمول کفریات پر تصریح فرمائی ہے۔ اور ابن مقری نے کہا ہے

* اب مولوی نور احمد صاحب۔ حضرت حجۃ اللہ کے خدا کے فضل سے مخلص مریدوں میں اور اپنے مخالفانہ رسالہ سے تائب۔ ایڈیٹر

کہ جو کوئی یہود و نصاریٰ اور ابن عربی کی جماعت کی کفر میں شک کرے وہ بلا نزاع کافر ہے اور علامہ محقق علاؤالدین ابوالحسن قونوی شافعی نے فرمایا ہے کہ بیشک ان الکلام الذی فی الفصوص کفر وضلال آ انتہے اور دوسری فاضلوں نے مثل شیخ القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن الجزری اور قاضی بدرالدین مالکی اور بدرالدین عینے اور قاضی شرف الدین مدنی نے شیخ اکبر اور اوسکی جماعت کی تکفیر میں تصریح کی - اس بیان سے شیخ اکبر کا مسئلہ وحدت کی نسبت اعتقاد اور اس کی تکفیر میں علماء کا راسٹے دینا دونوں امر ظاہر ہوگئے ہیں - باقی رہا یہ امر کہ میں نے مسئلہ وحدۃ وجود کو کیا سمجھا ہے سو معروض ہے کہ میں اتحاد خلق کا خالق کے ساتھ قایل نہیں ہوں ورنہ یہود و نصاریٰ کا کیا خطا ہے - میں خدا کو خالق اور کائنات کو اوس کا مخلوق یقین کرتا ہوں

جواب اصل ہفتم میں نے کب کہا ہے کہ گروہ اہل حدیث کی کلمات جنپر اہل علما سلف نے کفر کے فتوے دئے ہیں یا دیتے ہیں اون کی نسبت میں بھی ایسا ہی اعتقاد رکھتا ہوں - یاد رکھنا چاہئے میرا منشاء صرف یہ ہے کہ علماء کا باہمی یکدگر کو کافر مقرر کرنا یا یہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے - ورنہ جملہ اہل حدیث زمانہ مذاہب متقدمین متقلدین کا فر مقرر ہو چکے ہیں اور کافر بھی ایسے کہ اگر مسجد میں داخل ہوں تو مسجد ہی پلید ہو جائے گر اہل حق اُس کو کب معتبر سمجھتے ہیں - عن ابن عباس انہ قال استمعوا علم العلماء ولا تصدقوا بعضهم على بعض فو الذی نفسی بیدہ لهم اشد تغایرا من التیوس فی زربها - وعن مالک بن دینار یؤخذ بقول العلماء والقراء فی کل شیئ الا قول بعضهم فی بعض اور ذہبی اور فرہبی فرماتی ہیں ان قول الاقران بعضهم فی بعض غیر مقبول کیا امام ابو حنیفہؒ مالکؒ شافعیؒ احمد حنبلؒ اور شیخ ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ پر جرح نہیں کی گئی اور امام بخاری کے انکی نقل کو غیر معتبر نہیں سمجھا گیا شاہ ولی اللہ صاحب کو خارجی اور شاہ اسماعیل شہید کو وہابی اور شاہ اسحاق صاحب کو کنگت مسلانی اور کل اہل حدیث کا لامذہب نام نہیں رکھا گیا - پس جسطرح پر بعض کلمات اہل حدیث کی جو موہم معانی کفر متقلدین کو معلوم ہوتے تھے اور علماء اہل حدیث نے اون معانی کی شرح کر کے اصطلاحات شریعت اور اطلاقات علماء اسلام کے مطابق کر کے اون کی غلطی واضح کر دی ہے -

ایسا ہی مرزا صاحب کے اعتبارات و اقتباس آیات اصطلاحات شریعت اور اعتبارات صوفیہ کرام کے موافق ہو سکتے ہیں - مثلاً یہ کہ (۱) خدا نے ان کو نبی کہا (۲) یا وہ احمد رسول ہے (۳) یا ملائکہ کا انبیاء کے پاس اصلی وجود سے آنے کا منکر ہے - ان کے جواب میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب محکم کی باتیں ہیں جو اوس کے ذمہ لگائی جاتی ہیں یا نافہمی سے اوس کا تعاقب کیا جاتا ہے پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اُس نے کسی جگہ نہیں کہا کہ میں نبی ہو کر آیا ہوں اور جو کہا ہے آنجناب اُس سے ناواقف نہیں وہ کہتا ہے کہ محدث ایک معنے سے نبی ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کہ نبوت کی انواع میں سے بجز مبشرات اور کچھ باقی نہیں رہا - انصاف فرماویں کہ آنحضرت نے اس حدیث میں رویا صالحہ پر نبوت کا لفظ اطلاق نہیں فرمایا جب فرمایا ہے تو آپ کے لئے وجہ انکار کیا ہے آنحضرت نے عمر بن خطاب کے نسبت فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب - اور حضرت علی کو فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون کیا یہ الفاظ آنحضرت نے بے معنے فرمائے ہیں یا اُس ممدوح الذکر بزرگوں میں کچھ خواص نبوت پائے بھی جاتے ہیں ذی علم کی شان تو یہ نہیں کہ آنحضرت کے واسطے تجویز کرے کہ بغیر کسی مناسبت کے کسی کو کسی لفظ کا مصداق آنحضرت نے ٹھہرا دیا ہے اور اگر بعض خواص کے لحاظ سے کہا ہے تو ایک معنے نبوت کے اون میں پائے گئے جس کے لحاظ سے یہ لفظ اطلاق فرمایا ہے اور یہ اطلاق علماء گذشتہ صوفیہ کرام کے بھی خلاف نہیں - رسالہ منصب امامت شاہ اسمعیل شہید کو ملاحظہ فرما دیں - وہ فرماتے ہیں واین ولایت مذکور کہ رنگین باشد برنگ عبودیت وعصمت آنرا ولایت میگویند پس ولایت نبوۃ غیر منصب نبوۃ است چہ منصب نبوۃ مخصوص ست با نبیاء و این ولایت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیاء یافتہ میشود فاما بعضے اکابر اولیاء را ہم بہ تبعیت انبیاء از آن نصیبے بدست مے آید حضرت من اگر یہ بات مرزا صاحب نے کہہ دی تو کیا غضب آگیا بایزید بسطامی نے کہا ہے میں آدم ہوں (الی قولہ) میں ہی محمد ہوں - شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے لبرم سراوند کہ

این سخن را بمردم برسان (الی قولہ) آنچہ بر نوح طوفان شد سبب نصرت او شد من بودم آنچہ بر ابراہیم گلزار گشت من بودم تورات موسیٰ من بودم احیاء عیسیٰ میت را من بودم قرآن مصطفیٰ من بودم و والحمد للہ رب العلمین - کیا یہ الفاظ مرزا صاحب کے الفاظ سے کم ہیں -

شاہ اسمٰعیل شہید نے اور بات اوس کے لگ بھگ کہی ہے وہ یہ کہ صدیق من وجہ متقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع (الی قولہ) پس علوم کلیہ او را بدو واسطہ مے رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء اور آنجناب نے بھی اشاعۃ السنۃ میں اس کے موافق بات کہی ہے کہ دونوں الہاموں کا حال و اصول ایک ہے بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونوں ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہریں ہیں پس جس حال میں وہ دونوں ایک ہی چشمہ کی دو نہریں ہیں تو بوجہ تغلیب یا مشاکلت ایک کا نام دوسری پر وارد کر دینا کیوں ناجائز ہے حضرت من جب اصل میں شراکت ہے تو نام وارد کر دینے کیا ہو جاتا ہے - جب الہام کو وحی اعلام آپ کے نزدیک کہنا درست ہے تو محدث کو بوجہ تغلیب یا بامشاکلت نبی ناتمام یا حصہ دار نبی تام کہہ دینا کیوں ناجائز ہے قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - دوسری بات کا جواب بالکل آسان ہے کہ اگر مرزا صاحب کی یہ مراد ہے کہ اس آیت میں ......

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میری نسبت پیشگوئی ہے اور احمد کے لفظ سے میں مراد ہوں تو اوس کا جواب وہی ہے جو آپ نے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں باقی آیات مخصوصہ انبیاء کی نسبت دیا ہے جس سے مرزا صاحب مخاطب کئے گئے ہیں وہ یہ کہ قرآن مجید میں تو احمد سے مراد محمد الرسول اللہ ہیں اور جب اللہ تعالےٰ نے مرزا صاحب کو اس سے مخاطب فرمایا تو اس خطاب میں (نہ قرآن میں) وہ اپنے آپ کو مراد رکھتے اور مخاطب سمجھتے ہیں - اور رسول کے لفظ سے لغوی معنے مراد لیتے ہیں نہ اصطلاحی اس قسم کی شمول کی مثال نواب صدیق خانصاحب کے کلام میں ہی پائی جاتی ہے جنکو آنجناب مجدد الوقت مقرر کر چکے ہیں انہوں نے زیر حدیث لاینبغی لصدیق ان یکون لعانا اور اوس کے باقی روایات کے زیر نقل فرمایا ہے

کہ ایسے احادیث مجموعہ ہو اگرچہ شامل [illegible]
سو شیں ست [illegible] دو تمام مجموعہ [illegible]
سلف دیگر [illegible] آخر [illegible] دانستہ دیکھئے
نواب صاحب مرحوم صدیق کے لفظ میں
بمناسبت اسمی اپنا شمول سمجھتے ہیں اور
اس پر خوش ہوتے ہیں تیسرے بات کی تحقیق
یہ ہے کہ اصلی وجود جبریل علیہ السلام کا تو وہ
ہے جو آنحضرت صلعم نے پہلے افق اعلے اور دوبارہ
سدرۃ المنتہے پر دیکھا ہے لیکن سوا اس کے
بعض اوقات جو آنحضرت کے پاس چھوٹے
جسم میں نمودار ہوتے تھے ۔ چنانچہ ایک دفعہ
اعرابی کی صورت میں یا واقعہ بدر میں اسپ
سوار صحابہ کو دکھائی دئے اُس کی نسبت
علمائے حدیث کے دو تین مذہب ہیں چنانچہ
فتح الباری شرح صحیح بخاری میں تیمثل لی
الملک رجلاً کی شرح میں لکھا ہے کہ امام
الحرمین نے کہا ہے تمثل جبریل اسطرح پر
ہے کہ اوس کے خلقت میں جو زیادتی ہے
خدا تعالی اوس کو فنا یا دور کر دیتا ہے پھر
اوس کو دوبارہ دیدیتا ہے ابن عبد السلام
نے دور کر دینے پر یقین کر لیا ہے اور شیخ
الاسلام نے کہا ہے جبریل کا حال صرف
اتنے میں منحصر نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ جبریل
اصلی شکل میں آتا ہو مگر سمٹ کر آدمی کی قدر
رہجاتا ہو اگر سمٹنا چھوڑ دے تو پھر اتنا ہی
ہوجاتا ہے جیسے روئی دہنکے ہوئے ہاتھ
سے دبائی جائے تو چھوٹی ہو جاتی ہے امام
ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ فرشتے
کا آدمی بن جانا ان معنے کا نہیں کہ وہ
ملکیت چھوڑ کر انسانیت کی طرف انقلاب
کر لیتا ہے ۔ بلکہ یہ کہ وہ مانوس کرنے کو اس
صورت پر ظاہر ہو جاتا ہے ۔ انتہی مترجماً
ملخصاً ۔ آنحضرت غور فرماویں کہ علماء
اسلام نے تمثل ملک کی تاویل میں کسقدر
طبع آزمائی کی ہے ان اقوال کی نقل کرنے
سے یہ غرض ہے کہ علماء اسلام جو معنے چاہیں
اختیار کریں مگر اسمیں اصلی وجود کے انکا
انکار ہے کیونکہ اصلی وجود اوس کا تو وہ ہے
جسکا اللہ تعالی نے بڑے مہیب الفاظ میں
ذکر کیا ہے ۔ اور حدیث میں اوس کا
چھ سو بازو بیان کیا گیا ہے جس نے افق
کو مسدود کر دیا تھا ۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ اس
چل چلاؤ میں اگر مرزا صاحب نے کہدیا کہ تمثل
کے معنے ملایکہ کی عکسی تصویر ہیں یہانتک صحیح کہ جو دیکھنے
والے کے خیال میں متمثل ہو جاتے ہیں تو
کیا غضب آگیا وہ عکسی تصویر ہے تو جبریل

کے کسی غیر کی تو نہیں جیسے آئینہ میں دیکھنے
والے کی تصویر متمثل ہو جاتی ہے اور وہ اسکے
تصویر ہوتی ہے نہ غیر کی اسمیں ملایکہ کے
اصلی وجود سے انکار نہیں جو موجب کفر ہو
بلکہ اون کی کیفیت نزولی میں دخل دیا گیا
ہے اور اون کا نزول بالکنہ شریعت میں
منصوص نہیں ورنہ علمائے اسلام کو
اُس کے معنے و تاویل میں کیوں اسقدر
تشویش ہوتی غیر منصوص امر کی کیفیت میں
دخل دینے سے کس کس کو کافر بناویں گے
علمائے متکلمین نے جنات کی تمثل کی
نسبت کہا ہے کہ وہ محض تخیل ہے چنانچہ
فتح الباری میں ہے تواردت الاخبار
بتطورهم فی الصور واختلف
اهل الکلام فقیل هو تخیل فقط
ولا ینتقل احد عن صورته الاصلیة
وقیل بل ینتقلون لکن لا باقتدار
هم علی ذلک بل بضرب من الفعل
اذا فعله انتقل کالساحر وهذا
قد یرجع الی الاول وفیه اثر عن
عمر اخرجه ابن ابی شیبة
باسناد صحیح ان الغیلان ذکروا
عند عمر فقال ان احداً لا یستطیع
ان یتحول عن صورته التی خلقه
الله علیها ولکنهم لهم سحرة کسحر
تکم فاذا رأیتم ذلک فاذنوا انتہی ۔
دیکھئے کہ اہل کلام بھی جنات کی تطور کو
محض تخیل قرار دیتے ہیں پھر آپ کتنے لوگوں
کو کافر کافر کہیں گے اور حضرت عمرؓ نے
تو ایک اصل مقرر کر دیا ہے کہ کسی کو طاقت
نہیں کہ جس صورت پر خدا نے اُس کو پیدا کیا
ہے اوس بدل کرے الغرض تمثل ملایکہ کی
نسبت یہ بھی ایک قول ہے آپ اُس کو ضعیف
مذہب قرار دے لیں کیا عذاب قبر کی نسبت
اور حیات عقارب قبر کی نسبت یہ تین مذہب
نہیں تیسرا یہ کہ عذاب قبر کو خواب کے وقایع
کی مانند خیال کیا جاتا ہے چنانچہ امام غزالی
سے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ
میں نقل فرمایا ہے شاید مرزا صاحب نے
یہ مسلک اسواسطے اختیار کیا ہے کہ مسایل
شرعیہ کے تقریب اذہان فلسفہ والوں کی
طرف کریں وانما لکل امرئٍ مانوی ۔
علی هذا القیاس جتنے امور موافق
قرار داد سلف صالحین ہو سکتے ہیں کریں
اور جو نہیں ہو سکتے اون کو اجتہادی خطا
سمجھیں ۔ س

میاں جی چناں کن برائے صواب
کہ ہم سیخ بر جا بود ہم کباب
مگر یاد رہے کہ مرزا صاحب اس تخیل سے
ایسا تخیل مراد نہیں رکھتی جو امور وہمیہ کی
حد تک پہنچا ہوا ہو بلکہ مثالی اجسام کا تخیل
مراد رکھتی ہے چنانچہ رسالہ توضیح مرام میں اشارہ
کلام میں صریح الفاظ کہہ چکے ہیں کہ یہی نفوس
نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل
ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے
متمثل دکھائی دیتے ہیں اس طرح کے خیالی
و مثالی عالم کی کل صوفیۂ کرام قایل ہیں چنانچہ
شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں
ایک باب عالم مثال کا باندھا ہے اور کتاب و
سنت سے اُس کو مدلل فرمایا ہے باب ذکر
عالم مثال اعلم انه دلت احادیث کثیرة
علی ان فی الموجود عالماً غیر عنصری
یتمثل فیه المعانی باجسام مناسبة
لها فی الصفة وتحقق هنالك الاشیاء
قبل وجودها فی الارض نحواً من التحقیق
فاذا وجدت کانت هی هی بمعنی من
معانی هو هو وان کثیراً من الاشیاء
مما لا جسم لها عند العامة تنتقل
وتنزل ولا یراها جمیع الناس انتہی ۔
جواب اصل ہشتم مسیح نہ ماننے پر ہلاکت
کا ڈر نہیں سنایا جاتا بلکہ ایذا رسانی کی وجہ
یا احتمال سے س
چو کردے باکلوخ انداز پیکار
چناں داں کاندرا جنگ تشتی
جواب اصل نہم کفر اعتقادی کی نسبت
مزید اہتمام اس امر کو مستلزم نہیں کہ کفر
عملی کی مرتکب خاص اشخاص کو کبھی عمر بھر
میں ایکدفعہ بھی خارج از اسلام نکیا جاوے
جیساکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی نے مانعین زکوۃ
کو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے مخلفین غزوہ تبوک کو کیا تھا باوجودیکہ
کفر عملی ضرر کی رو سے کفر اعتقادی سے سخت
زیادہ ہے اگر کوئی شخص سو برس چوری کرنیکا
یا ناحق خون کرنیکا اعتقاد رکھے تو اوس سے
ایسا ضرر متصور نہیں جیسا انکی ارتکاب
سے ضرر نمایاں ہوتا ہے مثلاً یزید پلید نے
جبتک حضرت امامین کو شہید نہ کروایا تھا
تو اوس کی سلطنت سے کیا ضرر متصور تھا
اور جب اس جرم کا مرتکب ہوا تو کیا مصیبت
پیش آئی مگر افسوس کہ علماء یزید کو کافر
کہنا بجائے خود اوس پر لعنت کرنا روا نہیں
رکھتی حالانکہ وہ ظالم زانی شرابی دایمی مخمور

فاسق محارب اللہ و رسول کا تھا لیکن ایک شخص حامی اسلام کو خود کافر کہتی اور بیچارے عوام لوگوں کو تکفیر پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب ۳ اصل وہم اس جرح و تکفیر سے وہ جرح و تکفیر مراد ہے جو ارکان اسلام بجالانے والوں کی نسبت کیا جاتا ہے مرزا صاحب کی اسمیں خصوصیت نہیں یا یوں کہئے کہ شطحیات صوفیہ کے نسبت کلام ہے ایک جم غفیر علماء صوفیہ سے اسمیں خلاف رکھتا ہے مجدد الوقت نواب صدیق حسن خانصاحب مسئلہ وحدۃ الوجود کی تحقیق کے بعد فرماتے ہیں۔ و بر کفر تاویل آشنائے از علم نیست اور امام شوکانی سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بعد از جدال بسیار کامل شیخ اکبر کے تکفیر سے رجوع فرمایا کیا آپ کے مکفرین میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو نواب صاحب مرحوم کا اور علامہ شوکان کا ہم پلہ ہو اور شیخ مولانا مولوی صاحب غلام علی صاحب مرحوم ان امور سے بری ہیں کیونکہ وہ باوجود تقاضائے حال اور باوصف تکفیر مولوی عبد العزیز صاحب ساکن لکھنؤ کے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتے تھے اور خود بدولت آنجناب کو اسی بات کا اشاعۃ السنۃ میں اقرار ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔

جواب ۴ اصل بادہ وہم اشاعۃ السنۃ کی ایک ایک لفظ سے مرزا صاحب کا ملہم ہونا ٹپک رہا ہے آنجناب نے دن کو رات تو کہہ دیا ہے مگر سورج کو کہاں چھپا سکتے ہیں یادداشت کے طور پر دو مقام کی نقل کرتا ہوں انصاف فرمائیگا آنجناب نے اشاعۃ السنۃ جلد ہفتم براہین احمدیہ کے ریویو میں فرماتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلی مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے ہماری ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہے اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بھی بیڑا اوٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اوس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔ مگر افسوس صد افسوس کہ سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں نے انکار کیا ہے اور برطبق وتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مؤلف کے مقابلہ میں کفران کر کے دکھا دیا اون کی اس انکار و کفران کا مورد و موجب مؤلف کتاب کے وے الہامات ہیں جو اس کتاب کے اخص برکات سے ہیں انتہے حضرت من کیا ابھی کوئی جگہ تاویل کرنے کی چھوڑی ہے ہرگز نہیں عبارت ہذا میں بعض مسلمانوں سے مولوی غلام علی صاحب اور اون کے تابعدار اور مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد پیران مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودھیانوی کے پیرو کار مراد ہیں جو پہلے مرزا صاحب کے الہام کے مخالف نکلے جو آپ کے نزدیک اخص برکات سے ہی کیا آپ بھی ان دونوں منکروں میں داخل تھے۔ اگر اس شق کو قبول فرماتے ہیں تو ان مولویوں پر تو آنجناب صد افسوس کرتے ہیں آپ پر ہزار افسوس کرنا چاہیئے کہ یہ بات سمجھنے کو بھی کرنے کو نہ تھی اور اگر آپ اسوقت مرزا صاحب کے الہام کے قائل تھے تو میرے مدعا کو آنجناب نے خود بدولت اقرار کیا۔ پھر اسوقت انکار کی کیا وجہ ہے یہ لفظ کہ اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو اس سے بڑھ کر ہے اسی سے تو صاف ثابت ہوا کہ آریہ سماج ساکنان قادیاں کو ان الہامات کا تجربہ و مشاہدہ ہو چکا ہے جن کی آپ تصدیق کرتے ہیں پھر چشم دید ماجرا کے گنجائش کہاں رہی اگر اشاعۃ السنۃ میں اس بحث کو جگہ دینی کا ارادہ ہو تو وہ ساری عبارت نقل فرمائیگا پبلک خود فیصلہ کرے گی۔ اب دوسرا مقام نقل کیا جاتا ہے ہر چند قبل تسلیم الہام مؤلف یہ الہامات انگریزی زبان اون لوگوں پر حجت نہیں ہو سکتے مگر جب وہ انصاف سے کام لیںگے اور ایسی بات کو کہ مؤلف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہیں پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو جو بجز کوئی بشر بذات خود قادر نہیں ؟ انصاف کی نظر سے دیکھیں گے تو انصاف اون کو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کریگا۔ اسوقت اون کو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا باشتباہ الہام سے ثبوت ملیگا انتہے۔

آنحضرت پر روشن ہو کہ جس حال میں مرزا صاحب کا الہام انگریزی نیچریوں اور فلسفیوں کو مجبور کرتا ہے اور اونپر حجت ہوتا ہے باوجودیکہ وہ ایسی باتوں سے ذرہ بھی مانوس نہیں۔ تو آنجناب کو جو ان امور کے تہ دل سے ایماندار اور قلم اور زبان سے مرزا کے مددگار ہیں آپ کو مجبور نہیں کرتا اور آپ پر حجت نہیں ہوتا اور یہ لفظ کہ مشتمل اخبار غیب کو جو بجز کوئی بشر بذات خود قادر نہیں پہلے سے بڑا غیب زیادہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ الہامات قطعاً یقیناً سا تھا معہا کا درجہ رکھتے ہیں۔

فرمائیے کہ اب وہ اخبار غیبیہ پوشیدہ ہو گئے ہیں جو آنحضرت نے اوسکا انکار فرمایا ہے خدا کو حاضر ناظر جانکر انصاف سے جواب دیجئے گا باقی رہی یہ بات کہ اشاعۃ السنۃ میں کہا گیا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ واقعی وہ ولی یا ملہم ہے یا نہیں ولی را ولی مے شناسد ہم ولی نہیں کہ اوس کے ولی ہونے کی شہادت دیں بالکل بودا عذر ہے (۱) ولی سے آپ کی کیا مراد ہے قرآن مجید میں بحکم ان اولیاءہ الا المتقون جس میں اتقا کی صفت پائی جاوے اوس کو ولی کہہ سکتے ہیں کیا آنحضرت اوسکو اوسوقت متقی نہ جانتے تھے اگر متقی نہیں تو ایسے شخص کی حمایت میں کیوں آپ نے اوقات کا اور لوگوں کے اعتقاد کا خون کیا اور اگر متقی جانتے تھے تو ناشناسی کا عذر کیوں کرتے ہیں (۲) ولی سے مراد اگر کوئی اور معنے ہیں جو معنے مذکور سے اپنے اندر شے زائد رکھتے ہیں تو فرمائیے کہ اب آپنے وہ رتبہ ولایت کا حاصل کر لیا ہے جو اوس کو کافر کافر کہہ اوٹھے ہیں اب بھی وہی بات کہنے دیں ولی را ولی مے شناسد مردوں کے بول پورے ہونے چاہئیں جب آنحضرت اطاعت اور اقرار کی حالت میں نہیں پہچان سکے تو اب مخالفت و انکار کی حالت میں کسطرح پہچان سکتے ہیں۔ کیا آپ کو الہام کا ذاتی تجربہ ہو گیا ہے (۳) اگر ولی کو ولی پہچان لیتا ہے تو اوسوقت آپ نے مولوی عبد الرحمن صاحب صوفی صافی اور مولانا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور اخی فی اللہ مولوی عبد الحق صاحب

صوفی ۔ غزنوی اور باقی اہل ولایت و لقوف اولاد و امجاد و اتباع مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم کا کیوں کہا نہ مانا یہ سب ولی و صوفی لقوف اذان و اعلان دے رہے تھے کہ یہ شخص کافر اور مخالف شریعت محمدی ہے آخر یہی آپ نے مانا جو اونہوں نے پہلے فرمایا تہا ایک کامل ولی آ مولوی غلام علی صاحب فراست ایمان سے اس کے دعاوی مخاویہ پر محققانہ گفتگو کرتے تھے اون کا بہی آپنے قدر نہ جانا اقرار انکار کی حالت میں اپنی نصاحتک ذکر نشان لگا دیا گیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جواب۱۲ اصل دوازدہم میرے کلام نفی اثبات میں دائر ہے جو آپ کی حاجت غرضیانی غرض ہونے پر نص نہیں ہاں ایک تنگ جناب کی تسلیم سے منصوص ہو سکتے ہیں سوا آپکے کلام سے کاررورائی کا بے غرض ہونا مفہوم و مترشح ہے اسواسطے وہ قابل پذیرائی ہے اور اس بات کو جو آنحضرت نے بدگمان ٹہرایا ہے یہ آپ کا تحکم ہے کیا حضرت عمرؓ بن خطاب حالت اضطراب میں الموت رسول اللہ نہیں کہہ رہا تہا۔ کون کہتا ہے کہ اونہوں نے یہ بدگمانی کی راہ سے کہا تہا اون کی مرضی ولی تحقیق حق و حقیقت اوس امر کے تھی سو یہی نیت اس عاجز کی ہے انما الاعمال بالنیات۔

جواب۱۳ سیزدہم بچھلی کاررورائی پہلے کی نہ ہے کیونکہ پہلے اوس کو ایک نظیر مسلمان صاحب وحی تسلیم کیا گیا ہے اور بچھلی اشاعت میں کافر غیر ملہم یہ دو صفتیں متضاد وہ یکدگر ایک شخص واحد میں بحالت واحدہ یعنے اقرار ایمان و اسلام و ادائے اعمال شریعت خیر الانام بعض اختلافات الہام مقبول جناب یا اجتہادیہ کی وجہ سے کیونکر جمع ہو سکتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اب وہ کافر مرتد ہے اور اسلام کا در پردہ دشمن ہے یہ عین مدعا زیر بحث ہے جس کی نسبت وجوہات معلومہ تحریر خدمت عالی ہوئے ہیں یہ عین مدعا اس اصل موضوع کے جز کیونکر بن سکتا ہے اور اوس کا موقوف علیہ کیونکر ہو سکتا ہے در پردہ دشمنے اوس کی آپ کو کسطرح معلوم ہو گئی ہے اگر شہادة مفلاہم اس کے عبارات کی ایسا خیال کر لیا ہے تو منطوق اقرار و تصدیق ایمان بخدا و رسول کے مقابلہ سمیہ خیال قابل اعتماد و اعتبار نہیں اس سے بڑھکر عملی کفر والوں کے بداعمال آنحضرت رات دن مشاہدہ کرتے ہیں۔ تب قلم اور زبان کو کیوں روک رکھا ہے لازم ہے کہ باتفاق رائے علماء عرب و عجم ایک ایک کو خارج از اسلام کرلیں عملی کفر والوں کی اعمال کی تو کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی مرزا کی تاویلات تو پھر بھی اپنا محل پیدا کر سکتے ہیں۔ پھر ایسی پچھلی کاررورائی میں کیوں سرگرمی انکار ہے گو یہ ہی ثابت ہو جائے کہ سابق حمایتکے وقت اوس نے جو کچھ کہا ہے اب صرف اس کی شرح و تفصیل کر رہا ہے کیا براہین میں یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی موجود نہیں اگر فرما دیں کہ اوس کے رو باہ بازی کی اُس وقت سمجھ نہیں آئی تھی تو حضرت من اسوقت آپکا اوس کو دجال کہنا زیبا نہیں جیسے نہ صرف آپ کو بلکہ ہندوستان بہر کے علماء کو دھوکہ دہ یا وہ بالفرد اسرار الٰہیہ میں سے مظہر لطیفہ ربانی ہوگا

جواب۱۴ اصل چہاردہم مرزا جی کی عمدہ کاررورائی وہ ہے جو آپ نے اشاعة السنة میں باقرار خود بھی بے غرضانہ حالت میں ذکر کی ہے یعنے تصنیف براہین احمدیہ جس کی نظیر باقرار جناب آج تک تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں جس میں اوس نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کی علاوہ نصرت حالی کا بیڑہ اوٹھالیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا کاررورائی ہوگی جبکہ آپ کو اقرار ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء

جواب۱۵ اصل پانزدہم بخلاف اس کے اوس کی کاررورائی جس کو آپ مخل اسلام مضر سمجھتے ہیں اور اس جیسے کو پہلے صوفیہ کرام نے نہیں کی تو مذکور فرما دیں تا مجملاً اس سے استفادہ کیا جاوے اگر یہی عقائد ہیں جو بظاہر خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں تو پہلے صوفیہ کرام سے بزرگان کا کم ہے آگہیں مرزا صاحب کی خصوصیت ہے کیا مخل اسلام مضر ٹھہریں گے نہ صرف مرزا صاحب اور اگر کوئی اور ایسے چند امور ہیں جو اون کا اعمال حمایت اسلام تک نہیں پہنچ سکتے اور آنجناب اون کو خلاف شریعت سمجھتے ہیں تو پھر اس روایت حقیہ پر نظر ڈالیں جو آپنے سنداً یا التزاماً اشاعة السنة میں درج کی ہے کہ جب تک کے کلام کے معنے موافق ہو سکتے ہوں اوس کے قائل کی تکفیر بعض معانی کفر کے نظر سے جائز نہیں حتی کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام اوس کے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے۔ بہ نظر اون وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہیں انتہے۔

میرے خیال ناقص میں کچھ چند امور متعلقہ دجال و نزول مسیح و وفات و حیات مسیح بہمہ وجوہ خلاف قرار داد سلف صالحین معلوم ہوتے ہیں مگر یہ خلاف فی بصورت عدم تسلیم اون کے ملہم ہونیکے ناشئے از اجتہاد ہوگا اور مجتہد مخطی مسلمان ہوتا ہے نہ کافر بلکہ مستحق ایک حصہ اجر و ثواب کا اور آنجناب تو اوس کو ملہم مان چکے ہیں۔ اور الہام آپکے اور بعض محدث صوفیوں کی نزدیک اجتہاد سے بڑھکر مرتبہ رکھتا ہے بلکہ اوس کے ذریعہ سے تصحیح احادیث ہو سکتے ہیں بہتیری حدیثیں محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف تو کیا مرزا صاحب کے الہام سے ایک روایت جس کے سبب توفی کو قبض کے معنے پر محمول کیا جاتا ہے (اگر وہ پہلے سے صحیح ہے) تو ضعیف یا موضوع قرار نہیں دے سکتے جائے انصاف اور غور کا مقام ہے پھر اشاعة السنة تو اسکا فتویٰ دیتی ہے اب آپ اُس سے رجوع کر لیں تو علیحدہ بات ہے۔ حضرت اقدس اس زمانہ میں عارف کامل ہونے کا درجہ رکھتے ہیں کسی عارف نے سبحانی ما اعظم شانی کہہ دیا ہوا ہے۔ اگر اونہوں نے انا المسیح زمانی کہدیا تو کیا قباحت ہوگی فقط والسلام۔

خاکسار نور احمد از نگل۔ ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام

۹ جولائی ۱۹۰۳ء

قبر مسیح اور عیسائیوں کا اقرار بعض عیسائی اخباروں نے مسیح کی قبر واقعہ کشمیر کے تعلق ظاہر کیا ہے کہ یہ قبر مسیح کی نہیں بلکہ ان کے کسی حواری کی ہے اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ اب تو ان لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ اس قبر کے ساتھ مسیح کا تعلق ضرور ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اون کے کسی حواری کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مسیح کی ہے اب اس قبر کے تعلق یہ تاریخی صحیح شہادت ہے کہ وہ شخص جو اس میں مدفون ہے وہ شہزادہ نبی تہا اور قریباً انیس سو برس سے مدفون ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیح کا حواری تھا اب ان پر بڑی سوال ہوتا ہے اور اونکا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کا کوئی حواری شہزادہ نبی کے نام سے بھی مشہور رہا تھا۔ اور وہ باہر سے آیا تھا۔ اور یہ یقیناً ثابت نہیں ہو سکتا پس اس صورت میں بجز اس بات کے ماننے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی ہی قبر ہے اور کوئی چارہ نہیں۔